دفاع و جرح امام ابو حنیفہؒ ۔۔۔ تاریخی و تحقیقی جائزہ

تحریر: ڈاکٹر سید از کیاھاشمی، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، بالاکوٹ، مانسہرہ

امام ابو حنیفہؒ اپنی غیر معمولی شخصیت اور علم و فقہ کے میدان میں نمایاں خدمات کی بناء پر تاریخ امت میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں، آپ نے فہم حدیث، استخراج مسائل اور استنباط احکام میں ایک نئے طرز فکر و منہاج کی بنیاد رکھی اور فقہ میں ایک مستقل مسلک کے بانی و موسس ٹھہرے، آپ کے افکار و نظریات کو جہاں علمی حلقوں میں غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی مدح و ثنائی گئی وہاں بعض حلقوں میں آپ: طعن و تنقید کا نشانہ بنے۔ باکمال شخصیات کے ساتھ ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ انہیں اپنی مدح و تعریف کے ساتھ ساتھ جرح و تنقید کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے اور بلند پایہ شخصیات کے لئے یہ کوئی عیب نہیں کیونکہ مسلم ہے: لا یرمی شجر الاذو ثمر" (پھلدار درخت ہی پتھروں کا نشانہ بنتا ہے)

امام صاحبؒ کی مخالفت کے اسباب تاریخ کے تناظر میں

مختلف افراد اور جماعتوں کی طرف سے امام صاحب کی مخالفت کیوں کی گئی ؟ اس کے بنیادی محرکات کیا تھے؟ کیا آپ کی مخالفت کا محرک محض حسد و بغض تھا جیسا کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے۔ اس موضوع کو جب تک اس دور کے تاریخی تناظر میں نہ دیکھا جائے اصل حقائق سامنے نہیں آتے۔ تاریخی مطالعہ سے آپ کی مخالفت کے متعدد وجوہ و اسباب کا پتہ چلتا ہے:

۱۔ امام ابو حنیفہؒ کی مخالفت کا اصلی سبب " اہل رائے" اور "محدثین "کا نظریاتی اختلاف ہے۔ یہ دونوں طبقے علماء کے دو مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ایک وہ جن پر اجتہاد اور قیاس کا غلبہ تھا، ان کا مرکز بالخصوص عراق تھا، وہاں کی تہذیبی اور تمدنی زندگی جن مسائل سے دوچار تھی، اس کی بناء پر ضروری تھا کہ نئے مسائل کے متعلق فیصلہ کرنے میں جہاں قرآن و سنت میں کوئی واضح حکم موجود نہ ہو وہاں رائے اور قیاس سے کام لیا جائے، ان فقہاء پر چونکہ اجتہاد و تفقہ اور استنباط کا وصف غالب تھا اس لئے "اہل رائے" کہلائے۔ دوسرا طبقہ محدثین یا "اہل حدیث "کا تھا جن کا مرکز حجاز تھا، جہاں کی تہذیبی زندگی انتہائی سادہ تھی، اہل حجاز کو جدید تمدنی مسائل سے بہت کم دوچار ہونا پڑتا تھا، اگر انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اس کا جواب عموماً حدیث سے مل جاتا اس لئے رائے اور قیاس کی ضرورت بہت کم پیش آتی تھی، پھر احادیث کے قبول کرنے میں بھی ان کے ہاں شدت نہ تھی جب کہ عراق کا حال اس سے

مختلف تھا یہاں دوسری قوموں کے آباد ہونے کے باعث وضع احادیث کا چرچا ہوگیا تھا، اس لئے عراق کے علماء کو حدیث کے قبول کرنے کا معیار سخت کرنا پڑا اور اصولِ روایت کے ساتھ درایت کو بھی شامل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی وہ احادیث کو قبول کرنے میں بے حد محتاط تھے اور دوسری روایات و آثار سے اسے منطبق کرنے کیلئے اس حکم کے اسباب و علل پر بھی غور کرتے تھے (۱) اور نصوص کے مدلولات ، اشارات اور مقتضیات کے دقیق اور غامض پہلوؤں کو بھی استدلال میں نظر انداز نہیں کرتے تھے۔ جب کہ اس کے برعکس محدثین کے ہاں احادیث کو ایک تو سخت جرح و تعدیل کے بغیر قبول کرلیا جاتا تھا، دوسرا وہ انہیں ان کے ظاہری الفاظ اور عام متبادر مفہوم پر قائم رکھتے تھے، ان پر حدیث کے حفظ وروایت اور اس کی نشرواشاعت کا وصف غالب تھا اور استنباط احکام کی طرف ان کی توجہ کم تھی۔
ابن خلدون وغیرہ محققین نے اہل رائے اور اہل حدیث کے درمیان اختلاف کا اسی نقطہ نظر سے تجزیہ کیا ہے(۲)اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان دونوں جماعتوں کے درمیان حقیقی اختلاف نہ تھا، نہ تو اصحاب رائے سنت پر رائے کو مقدم سمجھتے تھے اور نہ محدثین مطلقاً قیاس کے منکر تھے۔ چونکہ فقہاء کو جدید مسائل وحوادثات میں رائے اور قیاس کے استعمال کی زیادہ ضرورت پیش آتی تھی اس لئے "اصحاب الرائے" کہلائے اور محدثین کو ان کے حدیث میں زیادہ اشتغال کی وجہ سے "اصحاب الحدیث" کہا جانے لگا۔

امام ابو حنیفہؒ نے بھی عراق کے مخصوص ماحول میں پرورش پائی تھی۔ آپ کے تعلیمی مشاغل سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو علم کلام میں تخصص کا درجہ حاصل تھا جیسا کہ خود آپ سے مروی ہے:

كنت انظرفى الكلام حتى بلغت فيه مبلغاًيشارالى فيه بالاصابع(۳)

(میں علم کلام میں دلچسپی رکھتا تھا حتی کہ اس میں وہ مقام حاصل کرلیا کہ لوگ میری طرف اشارے کرنے لگے)

ظاہر ہے کہ اس فن میں تخصص فلسفہ و منطق کی مہارت کے بغیر ممکن نہیں ، آپ کے ہاں فقہ میں منطقی استدلال اور عقل کا استدلال دراصل اسی ابتدائی ذہنی تربیت کا نتیجہ ہے، آپ کا ابتدائی دور اسی فن کی مشغولیت میں صرف ہوا اور جب اس سے بے زار ہو کر فقہ وقانون کی طرف متوجہ ہوئے تو طبعاً آپ کی دلچسپی اہل حدیث کے مدرسہ فکر کے بجائے اصحاب الرائے ہی کی طرف ہوسکتی تھی چنانچہ آپ اس سے وابستہ ہوگئے اور اجتہاد واستنباط کے نئے اسالیب ، قبول روایت کی مخصوص شرائط اور فہم حدیث کے جدید اصول واسالیب پیش کرکے اس مکتب فکر میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ امام صاحب کا اجتہاد نہ صرف ان مسائل کے دائرہ میں محدود رہا جو روزمرہ پیش آتے رہتے تھے بلکہ آپ ان مسائل کے

احکام بھی منضبط کرتے جو ہنوز پیش نہیں آئے تھے مگر جن کا وقوع عقلاً ممکن ہے۔ ظاہر ہے اس کیلئے وسیع پیمانے پر قیاس کی ضرورت تھی اور اس کا استعمال ہوا، اسی بناء پر آپ کےلئے بالخصوص اہل رائے کا لقب استعمال ہوا۔ قیاس کے وسیع استعمال کی وجہ سے اہل رائے بالخصوص امام ابو حنیفہ کی مخالفت محدثین کی طرف سے ہوئی انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ عوام کہیں اس سے غلط فائدہ اٹھا کر اپنی نفسانی خواہشات کی تائید قرآن وسنت سے نہ کرنے لگیں۔ یہ مخالفت اتنی شدت اختیار کر گئی کہ آگے چل کر بعض حضرات نے قیاس کی مشروعیت ہی سے انکار کردیا۔ جیسے داؤد ظاہری وغیرہ۔ اگرچہ نئے مسائل سے سابقہ پڑنے پر انہیں قیاس کی ضرورت پیش آئی مگر انہوں نے اسے "دلیل" کا نام دیا(۴) امام صاحب سے تعصب رکھنے والوں نے ان کے خلاف یہ پروپیگنڈا کردیا کہ یہ رائے کو نصوص پر ترجیح دیتے ہیں، جس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور امام صاحب کو بعض علمی حلقوں میں مطعون ہونا پڑا۔

۲۔ اختلاف کی شدت میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب اس میں سیاسی عنصر بھی شامل ہو گیا اور بعض حلقوں میں آپ کی مخالفت عجمی ہونے کی بناء پر کی گئی عصر حاضر ایک کے مفکر عبید اللہ سندھی امام صاحب سے تعصب کے پس پردہ اس محرک کے متعلق ایک نئے زاویے سے بحث کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں اسلام کے ابتدائی دور میں جب عرب مفتوحہ قوموں کے حاکم بنے تو ان میں ایک بڑا گروہ تو وہ تھا جو اسلام کی صحیح نمائندگی کرتا تھا اور عرب اور غیر عرب میں کوئی فرق روا نہ رکھتا تھا۔ جب کہ ایک گروہ جسے اسلام کی نمائندہ جماعت نہیں کہا جاسکتا، غیر عربوں پر حکومت کرنا اپنی قومی خصوصیت سمجھتا تھا۔ اس قسم کے لوگوں کی برابر کوشش رہی کہ وہ عجمیوں میں رہتے ہوئے عربیت کی نسلی فضیلت پر زور دیتے رہیں۔ یہ لوگ حنفی فقہ کے سخت دشمن تھے اور شافعی فقہ کو اسلام کے مرادف ثابت کرنے پر مصر تھے(۵) یہ لوگ محض عربی النسل ہونے کی بناء پر امام صاحب کی فقہ سے بغض رکھتے تھے اور امام صاحب اور ان کے رفقاء سے لوگوں کو بدظن کرنے کیلئے ان کو "جہمیت" کی طرف منسوب کرتے تھے اور کبھی قیاس کہہ کر بدنام کرتے تاکہ ان کی فقہ کو فروغ حاصل نہ ہو۔

اس امر پر کافی شواہد موجود ہیں کہ اس قسم کی تنگ اور محدود ذہنیت رکھنے والے بعض عربوں کا امام صاحب سے تعصب ان کے عجمی ہونے کی وجہ سے تھا۔ اس کا کچھ اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوسکتا ہے جسے مقدسی نے "احسن التقاسیم" میں نقل کیا ہے کہ "ایک مرتبہ اندلس کے سلطان کے روبرو حنفی اور مالکی دونوں گروہوں میں مناظرہ ہوا۔ دریں اثناء سلطان نے دریافت کیا" من این کان ابوحنیفہ "(ابو حنیفہ کہاں کے تھے) لوگوں نے جواب دیا من الکوفۃ" (کوفہ کے تھے) پھر اس نے پوچھا" مالک کہاں کے

تھے؟ لوگوں نے بتایا کہ مدینہ کے تھے تو سلطان کا فیصلہ یہ تھا۔ "عالم دارالھجرۃ یکفینا" (دارالھجرۃ (مدینہ) کے عالم ہمیں کافی ہیں) مزید یہ کہ سلطان نے حنفیوں کے نکالنے کا حکم دیا اور کہنے لگا کہ "میں اپنی حکومت میں دو مذہبوں کی موجودگی گوارا نہیں کرتا" (لااحب ان یکون فی عملی مذھبان) مقدسی لکھتے ہیں! سمعت ھذہ الحکایۃ من عدۃ من مشائخ الاندلس "(٦) (میں نے یہ واقعہ اندلس کے متعدد مشائخ سے سنا ہے۔)

۳۔ محدثین کے امام صاحب سے اختلاف اور مخالفت کی ایک اہم وجہ ان کے سیاسی نظریات بھی تھے۔ جنہیں محدثین کے حلقوں میں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا (بالخصوص حکومت کے خلاف خروج کے سلسلے میں ان کی آراء) محدثین کا بالعموم نقطہ نظر یہ تھا کہ "وہ حکومت کے خلاف تلوار اٹھانے کی کسی حال میں بھی اجازت نہ دیتے تھے (٧) امام صاحب کا مسلک اس کے برخلاف تھا۔ ابوبکر الجصاص لکھتے ہیں: "ظالموں اور ائمہ جور کے خلاف قتال کے معاملہ میں امام صاحب کا مذہب مشہور ہے۔ اسی بناء پر اوزاعی نے کہا تھا:

"احتملنا اباحنیفۃ علی کل شئی حتی جاءنا بالسیف فلم نحتملہ" (٨)

(ابوحنیفہ کی ساری باتیں ہم برداشت کرتے رہے حتی کہ یہ شخص بالآخر تلوار لے کر آگیا)

اس نظریہ کی بناء پر امام صاحبؒ نے اپنے دور میں اموی اور عباسی حکومتوں کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کے جائز ہونے کا فتوی دیا اور ان کی تائید وحمایت کی۔ اسی لئے مذکورہ نقطہ نظر رکھنے والے محدثین امام صاحب کے متعلق بکثرت یہ الفاظ بطور اعتراض استعمال کرتے ہیں:

"کان یری السیف فی امۃ محمدؐ" (٩)

(آپ امت محمد ﷺ میں تلوار اٹھانے کے قائل تھے)

تاریخ بغداد میں متعدد محدثین کے حوالے سے امام صاحب کے متعلق اس اعتراض کو نقل کیا گیا (١٠) محقق گیلانی کے بقول اس سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ امام صاحبؒ ان محدثین کے مذکورہ نقطہ نظر کے منکر تھے اور اسے غلط سمجھتے تھے۔ (١١) یہ سیاسی اور نظریاتی بعد بھی امام صاحبؒ سے اختلاف کا باعث بنا۔

۴۔ امام ابوحنیفہؒ سے حسد ورقابت بھی ان سے مخالفت کا ذریعہ بنی۔ آپ کی بلند پایہ شخصیت، وسیع حلقہ درس، استنباط احکام کے منفرد اصول، فہم معانی کے جدید اسالیب اور آپ کی وضع کردہ مجلس تدوین کے مدونہ قانون کی شہرت نے امام صاحب کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ کیا۔ اس غیر معمولی شہرت نے حسد ورقابت کے جذبات پیدا کئے اور اہل علم کے ساتھ ساتھ امراء وحکام بھی اس سے متاثر

ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ تذکرہ نگاروں نے امام صاحب سے حسد ورقابت پر مبنی متعدد واقعات نقل کئے ہیں(۱۲) خود امام صاحب نے بھی بعض اشعار میں لوگوں کی اس حاسدانہ ذہنیت کا اظہار کیا ہے (۱۳)۔ یحیٰ بن معین کے سامنے اگر کوئی شخص امام صاحب کے خلاف کوئی نازیبا بات کہتا تو وہ یہ اشعار پڑھتے:

حسدوا الفتى، اذلم ينالوا فضله فالقوم اعداءله و خصوم

كضرائر الحسناء قلن لزوجها حسداً وبغياً انها لذ ميم(۱۴)

(لوگوں نے اس نوجوان سے حسد کیا جب کہ اس کے رتبہ کو نہ پہنچ سکے۔ سو قوم ان کی مخالف اور دشمن بنی ہوئی ہے جس طرح خوب رو عورت کی سوکنیں اس کے خاوند سے حسد اور زیادتی کرتی ہوئی یہ کہتی ہیں کہ وہ تو بدصورت ہے)

۵۔ امام صاحبؒ کی اپنے بعض معاصرین کی بعض آراء اور فیصلوں پر سخت تنقید بھی ان کی مخالفت کا باعث بنی۔ مثلاً ایک موقع پر آپ نے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے فیصلے میں چھ غلطیاں نکالیں(۱۵) ابن ابی لیلیٰ ہی کی شکایت پر امام صاحب پر حکومت کی طرف سے کچھ عرصہ کیلئے فتوی دینے کی پابندی بھی لگائی گئی(۱۶) آپ کی مسلسل تنقید کی بناء پر ایک روایت کے مطابق ابن ابی لیلیٰ عہدہ قضا سے معزول کردیئے گئے۔ موفق مکی لکھتے ہیں:

مازال ابوحنيفة يخطى ابن ابى ليلى فى مسائله وقضاياه ويظهرذالک حتى عزل ابن ابى ليلى عن القضاء(۱۷)

ابن ابی لیلیٰ نے اسی رقابت کی بناء پر امام صاحب کی مخالفت شروع کردی اور مختلف حیلوں سے آپ کی تحقیر کرنے لگے حتی کہ امام صاحب کو مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا:

"ان ابن ابى ليلى يستجل منى مالا استحل من سنوره وحماره(۱۸)

(ابن ابی لیلیٰ کی نظر میں میری عزت اتنی بھی نہیں جتنی اسے اپنے کسی پالتو جانور اور گدھے سے ہوسکتی ہے)

اسی طرح قاضی کوفہ شریک بھی امام صاحب کی بعض مسائل اور آراء میں تنقید کی بناء پر ان سے نالاں تھے(۱۹)

۶۔ امام صاحب کو مطعون اور بدنام کرنے کی ایک وجہ فاضل بجنوری کے نزدیک یہ بھی ہوئی کہ مامون کے زمانہ میں جن محدثین و رواۃ حدیث کو خلق قرآن کے مسئلہ میں قضاۃ خلافت نے تکالیف پہنچائیں وہ قاضی اکثر حنفی (معتزلی) تھے لہذا اس کے انتقام میں ان محدثین ورواۃ نے ان کے مقتداء یعنی

امام صاحب پر الزامات لگائے اور امام صاحب سے تکدر رکھنے کی وجہ سے ہی یہ لوگ امام صاحب کے علوم سے منتفع نہ ہوسکے(۲۰)

۷- مخالفین کا امام صاحبؒ کے خلاف پروپیگنڈا بھی بڑی غلط فہمیوں کا باعث بنا جس کی بناء پر آپ پر نقد وجرح کی گئی- امام صاحبؒ کو" قیاس "مشہور کیا گیا- بعض لوگوں نے غلط افکار ونظریات مثلاً جھمیت کو آپکی طرف منسوب کیا-ایک شخص محمد بن جعفر خزاعی نے قراۃ ساذہ میں ایک رسالہ لکھ کر اس کی نسبت امام صاحب کی طرف کردی جس سے مفسرین کو دھوکا ہوا- ابن حجر مکی نے دار قطنی وغیرہ کے حوالے سے اس کو موضوع قرار دیتے ہوئے امام صاحبؒ کی براءت ظاہر کی ہے-

بعض لوگوں نے امام صاحب کی تحقیر وتنقیص پر مشتمل ایک کتاب لکھ کر امام غزالی کی طرف منسوب کردی- ابن حجر مکی نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کسی معتزلی کی تصنیف ہے- غزالی کی طرف اس کی نسبت درست نہیں کیونکہ غزالی نے" احیاء العلوم" میں امام صاحبؒ کی مدح وتعریف ایسے الفاظ سے کی ہے جو ان کی رفعت شان کے لائق ہیں-(۲۱)

۸- امام صاحبؒ کی مخالفت کا ایک اہم سبب آپ کے اصول اجتہاد، طرز استنباط اور شخصی احوال سے ناواقفیت بھی ہے- محدث ابن داؤد فرماتے ہیں:

الناس فی ابی حنیفة رجلان جاهل به وحاسد له(۲۲)

(ابوحنیفہ پر طعن دو قسم کے لوگوں نے کیا ہے- ایک وہ جو ان سے ناواقف تھے اور دوسرے وہ جن کو ان سے حسد ہے)

غلط پروپیگنڈے کے زیر اثر بعض اہل علم امام صاحب سے تکدر رکھتے تھے مگر جب کبھی ان کی امام صاحب سے ملاقات ہوتی یا ان کے دلائل اور اصولوں سے آگاہی ہوتی تو وہ ان کے علم وفضل کا اعتراف کرتے اور ان کی تعظیم وتکریم اور موافقت کےلئے اپنے کو مجبور پاتے- اس قسم کے متعدد واقعات تذکرہ نگاروں نے نقل کئے ہیں مثلاً ابن مبارک سے محدث وفقیہ شام اوزاعی نے جب یہ سوال کیا:

"من هذا المبتدع الذی بالكوفة يكنى ابا حنيفة"؟

(یہ بدعتی شخص کون ہے جو کوفہ میں ظاہر ہوا ہے اور اس کی کنیت ابوحنیفہ ہے؟)

ابن مبارک نے امام صاحب سے نقل کردہ بعض مسائل پر مشتمل ایک کتابچہ انہیں دیا جس سے متاثر ہو کر اوزاعی نے فرمایا:

هذا نبيل من المشائخ اذهب فاستكثر"

(یہ بڑے مشائخ میں سے ہیں ان سے مزید علم حاصل کرو)

پھر جب مکہ میں امام صاحب کی اوزاعی سے ملاقات ہوئی اور بعض مسائل پر بحث ہوئی تو اوزاعی آپ سے بڑے متاثر ہوئے اور ابن مبارک سے فرمایا: اس شخص کی علمی رفعت اور عقل کی تیزی پر مجھے رشک آتا ہے۔ میں اللہ تعالی سے معافی مانگتا ہوں۔ یقینا میں کھلی غلطی میں مبتلا تھا۔ اس شخص کو لازم پکڑو۔ میرے پاس امام صاحب کی بابت غلط خبر پہنچائی گئی تھی" (۲۳)

امام صاحب کی جب ایک موقع پر امام باقر سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے آپ پر قیاس کی بناء پر احادیث کی مخالفت کا الزام لگایا تو آپ نے دلائل کے ساتھ اس کی تردید کی۔ امام باقر آپ سے اس قدر خوش ہوئے کہ اٹھ کر ان کی پیشانی چوم لی (۲۴) سفیان ثوری کو ابتداء میں آپ سے اس بناء پر تکدر تھا کہ آپ قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر سفیان ثوری، مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور جعفر صادق ان کے پاس گئے اور بہت سے مسائل پر صبح سے ظہر تک گفتگو رہی جس میں امام صاحب نے اپنے مذہب کے دلائل پیش کئے تو آخر میں سب حضرات نے امام صاحب کے ہاتھوں اور گھٹنوں کو بوسہ دیا اور ان سے کہا:

"انت سید العلماء فاعف عنا فیما مضی منا من وقیعتنا فیک بغیر علم" (۲۵)

(آپ علماء کے سردار ہیں، ہم زمانہ ماضی میں ناواقفیت کی بناء پر آپ کے بارے میں جو کچھ کہہ چکے ہیں وہ آپ معاف کردیں)

بعض اہل علم اصل حقیقت معلوم نہ ہونے کے باعث اپنے موقف پر قائم رہے اور اپنے اخلاص کی وجہ سے وہ یقیناً معذور ہوں گے تاہم ان کے اقوال کو امام صاحب کے خلاف بطور حجت پیش کرنا کسی طور درست نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ پر نقد و جرح کے اہم ماخذ

محدثین اور ان کی تنقیدات

امام صاحبؒ کے افکار و آراء اور ان کی شخصیت پر نقد و جرح کا سلسلہ تو ان کی زندگی ہی میں شروع ہوچکا تھا اور خود امام صاحب کی نظر میں اس کا عام محرک حسد و بغض تھا جیسا کہ ان اشعار سے واضح ہے جو امام صاحب نے ایک موقع پر وکیع کے سامنے پڑھے تھے:

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم   قبلی من الناس من الفضل قدحسدوا

فدام لی ولهم مابی ومابهم   ومات اکثر ناغیظا لما یجد(٢٦)

آپ کے انتقال کے بعد اس میں مزید شدت پیدا ہوئی ، الزامات اور پروپیگنڈے کا ایسا طوفان آپ کے خلاف برپا ہوا کہ بڑے بڑے محدثین اس سے متاثر ہوگئے اور آپ کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کردیا جن سے آپ کی شان رفیع انتہائی بلند ہے۔ محدثین کی ان تنقیدت کو اس تاریخی، سیاسی اور نظریاتی تناظر میں دیکھا جائے (جس کی وضاحت اس سے قبل ہوچکی ہے) تو جہاں امام صاحب کی برات ظاہر ہوگی وہاں ان ناقدین کے متعلق بھی ہم بدگمانی سے محفوظ رہیں گے۔

امام ابوحنیفہؒ اور ابن ابی شیبہ

ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (م۲۳۵ھ) امام صاحب کے ناقدین میں شامل ہیں مگر ان کی تنقید بعض فقہی مسائل تک محدود ہے اور تعصب اور تنگ نظری سے پاک ہے۔ آپ نے "مصنف ابن ابی شیبہ" میں مستقل ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے:

هذا ماخالف به ابوحنيفة الاثر الذى جاء عن رسول اللّٰهصلى اللّٰهعليه وسلم "(٢٧)

اس کے تحت انہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ امام صاحب نے ۱۲۵ مسائل میں احادیث و آثار کی مخالفت کی ہے۔ اس تنقید کی حیثیت نظری اور اجتہادی اختلاف کی ہے اور اہل علم کے ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں تاہم حنفی علماء نے امام صاحب کا دفاع کرتے ہوئے۔ ابن ابی شیبہ کے جواب میں تردیدی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے قابل ذکر یہ ہیں:

مؤلف الجواهر المضيئه" حافظ عبدالقادر قرشی نے" الدرر المنيفة فى الرد على ابن شيبة فى ما اورده على ابى حنيفه" تصنیف کی. مشہور حنفی فقیہ قاسم بن قطلوبغا نے" الاجوبة المنيفة عن اعتراضات ابن ابى شيبه على ابى حنيفه" تحریر کی. حافظ یوسف صالحی نے " عقود الجمان" میں مختصر اور اصولی جوابات لکھے ہیں. زاهد الکوثری(م۱۳۷۲ھ)کی تصنیف"النكت الطريفة فى التحدث عن ردود ابن ابى شيبه على ابي حنيفة" کے نام سے معروف ہے .(٢٨)

مؤخرالذکر کی تصنیف کا تحقیقی معیار کافی بلند ہے۔ مؤلف نے کتاب کے ابتدائیہ میں وضاحت کی ہے کہ ۱۲۵ اعتراضات میں سے نصف وہ ہیں جن میں دونوں جانب قوی آثار واحادیث ہیں۔ لہذا اختلاف صرف وجوہ ترجیح کا رہ جاتا ہے۔ باقی نصف کے پانچ حصوں میں سے پہلا حصہ وہ ہے جس میں امام صاحب نے کسی خبر واحد کو کتاب اللہ کی وجہ سے رد کیا ہے۔ دوسرے حصہ میں خبر مشہور کی [illegible]

سے کم درجہ کی حدیث پر عمل نہیں کیا اور تیسرے حصہ میں مدارک اجتہاد اور فہم معانی حدیث کے فرق کی وجہ سے الگ راہ اختیار کی۔ چوتھے حصہ میں حنفی مذہب سے ناواقفیت کی بناء پر اعتراض کیا ہے اور پانچویں حصہ میں جو بارہ تیرہ مسائل پر مشتمل ہے علی سبیل التنزل یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام صاحب سے ان میں اجتہادی خطا ہوئی ہے(۲۹)

امام ابوحنیفہؒ اور امام بخاریؒ

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں بعض اصحاب ظواہر کے حوالے سے امام صاحب پر کافی جرح کی ہے۔ مثلاً نعیم بن حماد خزاعی، حمیدی اور اسماعیل بن عرعرہ وغیرہ جنہیں فقہ سے مناسبت نہ تھی اور خصوصیت سے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے متعلق بعض ایسی باتیں بلا تحقیق نقل کردیں جو ان کے شایان شان نہ تھیں۔ اپنے استاد ابن ابی شیبہ کے برعکس امام بخاری کا انداز امام صاحب کے متعلق خاصا جارحانہ ہے۔ انہوں نے اپنی تاریخ میں آپ کے متعلق لکا ہے:

"کان مرجئًا سکتوا عن رایه وحدیثه"(۳۰)

(آپ مرجیٔ تھے آپ کی رائے اور حدیث سے لوگوں نے سکوت اختیار کیا ہے)

نعیم بن حماد اور ان کی تنقید

بخاری نے نعیم بن حماد کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سفیان ثوری کو جب ابوحنیفہ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے:

"الحمدلله کان ینقض الاسلام عروة عروة، ماولد فی الاسلام اشام منه"(۳۱)

(الحمدللہ! کہ وہ مر گیا، وہ تو اسلام کی کڑیوں کا ایک ایک حلقہ توڑتا تھا، اسلام میں اس سے بڑا بدبخت کوئی پیدا نہیں ہوا)

حالانکہ امام صاحب کی مدح وثناء میں سفیان ثوری سے متعدد اقوال منقول ہیں(۳۲) جبکہ نعیم بن حماد راوی کے متعلق اسماء الرجال کی کتابوں میں اچھی خاصی جرح موجود ہے۔ ابن حجر نے لکھا ہے کہ "یہ شخص تقویت سنت کے لئے جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا اور امام ابوحنیفہ کی توہین میں جھوٹے قصے گھڑ کر پیش کرتا تھا"(۳۳)

حمیدی اور ان کی تنقید

بخاری نے اپنے شیخ حمیدی کے حوالے سے تاریخ صغیر" میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کے بقول انہیں مکہ معظمہ میں ایک حجام سے تین سنتیں حاصل ہوئیں۔ اس نے مجھے قبلہ رخ بیٹھنے کا کہا پھر سر کو داہنے حصے سے شروع کیا اور حجامت دونوں ہڈیوں تک بنائی۔ اسے نقل کرنے کے بعد حمیدی کہتے ہیں:

"فرجل لیس عنده سنن عن رسول اللهصلی اللهعلیه وسلم ولا اصحابه فی المناسک وغیرها کیف یقلد احکام الله فی المواریث والفرائض والزکواة والصلوة وامورالاسلام"(۳۴)

(ایک شخص جس کے پاس حضور ﷺ کی سنتیں نہ تو مناسک وغیرہ میں تھیں اور نہ اس کے اصحاب کے پاس تعجب ہے کہ لوگوں نے اسے احکامات خداوندی، وراثت، فرائض، زکواۃ، صلواۃ اور دوسرے امور اسلام میں اپنا مقتدا بنالیا ہے)

حمیدی باوجودیکہ بلند پایہ محدث ہیں مگر ان کے متعلق تاج الدین سبکی کی اس رائے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ " وہ فقہائے عراق کے بارے میں شدید تھے اور ان کے خلاف برے کلمات استعمال کرتے تھے جو ان کے لئے موزوں نہ تھے(۳۵)

امام صاحب کی طرف بہت سی غلط باتیں منسوب کرکے انہیں بدنام کیا گیا۔ ابن تیمیہ " منہاج السنۃ " میں ان کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ " امام ابوحنیفہ سے اگرچہ کچھ لوگوں کو بعض مسائل میں اختلاف رہا ہے لیکن ان کے تفقہ، فہم اور علم میں کوئی ایک آدمی بھی شک شبہ نہیں کرسکتا، کچھ لوگوں نے ان کی تذلیل و تحقیر کے لئے ان کی طرف ایسی باتیں بھی منسوب کی ہیں جو قطعاً جھوٹ ہیں۔ جیسے خنزیر بری کا مسئلہ اور اس قسم کے دیگر مسائل(۳۶)

سخاوی شافعی نے بھی "الاعلان بالتوبیخ" میں بعض محدثین کی ائمہ مجتہدین کے متعلق غیر محتاط روش پر نقد کرتے ہوئے دوسروں کو اس کی اتباع سے منع کیا ہے(۳۷)

امام ابوحنیفہ، نسائی، دارقطنی، ابن عدی اور حاکم کی نظر میں

امام صاحب کے متعلق نسائی نے اپنی کتاب "کتاب الضعفاء والمتروکین" میں لکھا ہے:

"لیس بالقوی فی الحدیث" (۳۸) دارقطنی نے اپنی سنن میں ایک حدیث کے تحت آپ کو "ضعیف" لکھا ہے(۳۹) ابن عدی نے " الکامل فی ضعفاء الرجال" میں آپ کی تضعیف پر متعدد اقوال نقل کئے

ہیں(۴۰) حاکم نے امام صاحب پر کسی قسم کی جرح نہیں کی تاہم اندازہ ہوتا ہے کہ وہ امام صاحب کے متعلق دیگر ائمہ مجتہدین کے برعکس اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ان کا پایہ حدیث میں بلند نہیں۔ مثلاً اپنی تصنیف "المدخل الی علم الحدیث" میں ائمہ محدثین کے ضمن میں دیگر ائمہ مجتہدین کا ذکر تو تعظیمی القاب کے ساتھ کیا ہے جبکہ امام صاحب اور ان کے اصحاب کا محض نام ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے فرماتے ہیں:

"وهذا مالک ابن انس امام اهل الحجاز بلامدافعة"

امام شافعی کے متعلق لکھتے ہیں:

"وهو الامام لاهل الحجاز بعد مالک "

اور امام صاحب اور صاحبین کے متعلق لکھتے ہیں:

"وهذا ابوحنيفة ثم بعده ابويوسف يعقوب بن ابراهيم القاضي ومحمد بن الحسن الشيباني"(۴۱)

(امام صاحب کی تضعیف کے متعلق ان آراء پر آگے بحث آئے گی)

نقد وجرح کا اہم ماخذ۔ تاریخ بغداد

امام صاحب کے تذکرہ نگاروں میں ایک اہم نام ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی(م ۴۶۳ھ) کا ہے جن کی تاریخ میں مہارت اہل علم کے ہاں مسلم ہے اور ان کی شہرہ آفاق تصنیف "تاریخ بغداد" اس پر گواہ ہے اس کتاب میں انہوں نے محدثین کے طریقہ کے مطابق (اسناد کے ساتھ) اہل بغداد کا تذکرہ کیا ہے اور مختلف رجال کے تذکروں میں ان کی مدح وثناء کے ساتھ ساتھ جو اقوال وواقعات ان کی نقد وجرح کے متعلق منقول ہیں جمع کردیئے ہیں۔ اہل بغداد میں امام ابوحنیفہ کا تذکرہ بھی بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے اس اعتبار سے یہ کتاب امام صاحب کے متعلق معلومات کا اہم ماخذ شمار ہوتی ہے۔ خطیب نے آپ کا تذکرہ آپ کے مناقب ومحامد سے شروع کیا ہے جو تقریباً چھیالیس (۴۶) صفحات پر مشتمل ہے(۴۲) بعد ازاں امام صاحب کی نقد وجرح پر مبنی چھیاسی صفحات میں تقریباً ڈیڑھ سو روایات جمع کردی ہیں(۴۳) اس بناء پر یہ کتاب امام صاحب پر جرح کا اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔

خطیب کا نقد ودفاع:

خطیب کے اس طرز عمل کو بعض اہل علم نے تعصب پر محمول کرتے ہوئے انہیں ہدف ملامت

بنایا ہے اور بعض نے ان کا دفاع کرتے ہوئے ان کے طرز عمل کی تصویب کی ہے کہ انہوں نے تصویر کے دونوں رخ پیش کر کے مؤرخانہ فرض ادا کیا ہے اور کہیں بھی یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ ان اقوال سے متفق ہیں اور یہی ان کا طرز تصنیف ہے کہ وہ رجال کی مدح وثناء اور نقد و جرح میں ہر قسم کے اقوال نقل کر دیتے ہیں(۴۴)

حافظ ابن جوزی حنبلی نے خطیب کو متعصبین اور قلیل الانصاف لوگوں میں شمار کیا ہے(۴۵) حافظ ذہبی نے خطیب بغدادی پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں جعلی اور موضوع روایات درج کر کے سنت پر ظلم ڈھایا ہے(۴۶) جمال الدین یوسف حنبلی نے بھی خطیب کو امام صاحب کے بارے میں متعصب قرار دیا ہے(۴۷) حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی بھی خطیب کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کے متعلق نازیبا باتیں لکھ کر اپنی کتاب کو بڑا داغدار کر دیا ہے اور ہدف ملامت بن گئے ہیں اور انہوں نے ایسی غلاظت اچھالی ہے کہ جو سمندروں سے بھی دھل نہیں سکتی(۴۸) مؤرخ ابن خلکان شافعی نے بھی خطیب کے اس طرز عمل پر نقد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "انہوں نے امام صاحب کے بارے میں بہت سے مناقب ذکر کئے ہیں اور اس کے بعد کچھ ایسی ناگفتہ بہ باتیں بھی لکھ دی ہیں جن کا ذکر نہ کرنا اور ان سے اعراض کرنا ہی بہت مناسب تھا کیونکہ امام صاحب جیسی شخصیت کے متعلق نہ تو دیانت میں شبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ورع اور حفظ میں آپ پر کوئی نکتہ چینی کی جاسکتی ہے(۴۹)

ابن حجر مکی شافعی خطیب کی اس روش پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ان کا مقصد امام صاحب کی توہین و تنقیص نہ تھی اس لئے کہ انہوں نے مادحین کا کلام پہلے اور بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد قادحین کا کلام نقل کیا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ اتنا بڑا شخص بھی حاسدین وجہال کے طعن سے محفوظ نہ رہا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام صاحب کی قدح میں جو اسناد ذکر کی ہیں وہ بیشتر متکلم فیہ یا مجہول راویوں سے منقول ہیں اور اس طرح کی اسانید سے بالاتفاق کسی مسلمان کی ہتک عزت نہیں کی جاسکتی چہ جائیکہ مسلمانوں کے امام کی"(۵۰)

ہمارے خیال میں خطیب کا یہ طرز عمل ان کے محدثانہ ومؤرخانہ شان کے مناسب نہیں ان کا پایہ حدیث، رجال اور جرح وتعدیل میں کافی بلند ہے اور اس موضوع پر ان کی متعدد تصانیف بھی ہیں جب کہ امام صاحب کی نقد و جرح ایسی اسانید کے ساتھ نقل کی ہے جن کے بیشتر راوی محققین کے نزدیک وضاع یا مجہول ہیں۔ ان پر کوئی تبصرہ خطیب نے نہیں کیا حالانکہ انہوں نے امام صاحب کے مناقب سے متعلق بعض جعلی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔ خطیب نے ان نقل

کردہ مثالب کے متعلق اپنی کوئی ذاتی رائے تو ظاہر نہیں کی جس سے اندازہ ہو کہ وہ ان سے متفق ہیں تاہم مناسب یہی تھا کہ امام صاحب جیسی جلیل القدر ہستی کے مثالب پر مبنی روایات کو یا تو نظر انداز کر دیا جاتا یا بلا نقد و تبصرہ انہیں ذکر نہ کیا جاتا۔

خطیب کے رد میں لکھی جانے والی کتب

خطیب کی اس غیر محتاط روش پر بعض اہل علم نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے رد میں مستقل کتابیں تصنیف کیں جن میں بالخصوص امام صاحب سے متعلق جرحوں پر بحث کی گئی ہے مثلاً "السہم المصیب فی الرد علی الخطیب" جو ملک معظم عیسی ابن عادل نے تالیف کی(۵۱) سبط ابن جوزی نے "الانتصار لامام ائمۃ الامصار" ۲ جلدوں میں تالیف کی۔ ابوالمؤید الخوارزمی نے بھی "جامع المسانید" کے مقدمہ میں خطیب کا رد لکھا ہے۔ مگر اس موضوع پر سب سے اہم تصنیف شیخ محمد بن زاہد الکوثری کی "تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفہ من الاکاذیب" ہے جو سب کتب پر فائق ہے اور اس میں انتہائی تحقیق و تدقیق کے ساتھ امام صاحب اور صاحبین وغیرہ کے رد و قدح سے متعلق اقوال و واقعات کا روایتی اور درایتی پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے اور ہر واقعہ کی سند پر کلام کرکے اس کا موضوع ہونا دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خطیب پر اچھی خاصی جرح کی گئی ہے۔ تانیب کے رد میں عبدالرحمن بن یحیی المعلمی نے بھی ایک رسالہ تالیف کیا جس کا نام "طلیعۃ التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل" ہے، کوثری نے اس کے جواب میں "الترحیب بنقد التانیب" تحریر کی جو کہ تانیب الخطیب" کے ساتھ ملحق ہے۔(۵۲)

خطیب کی "تاریخ بغداد" ناقدین امام کا اہم ماخذ رہی ہے، بعد کے ادوار میں بھی ناقدین اسی کے حوالے سے امام صاحب پر نقد و جرح کرتے رہے ہیں جن کے معقول جوابات ہر دور کے اہل علم نے اپنی تصانیف میں دیئے ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

دفاع امام ابوحنیفہؒ

امام صاحب کے افکار و نظریات اور ان کی شخصیت کو بعض حلقوں میں جس بری طرح مطعون کیا گیا، انصاف پسند حلقوں نے اس پر سخت تشویش ظاہر کی اور اس کے رد عمل میں امام صاحب کی حمایت و دفاع میں مستقل کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ امام صاحب کی جلالتِ شان کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ مصنفین کی اس جماعت میں احناف کے ساتھ ساتھ شافعی، حنبلی اور مالکی بھی

شریک ہیں۔ ان تصانیف کو ان کے مواد اور موضوعات کی مناسبت سے ہم نے تین اقسام میں منقسم کیا ہے۔

(الف) بعض تصانیف مستقل طور پر امام صاحب کے مناقب وفضائل، اوصاف وکمالات پر مشتمل ہیں، ان کا مقصد امام صاحب کی عظمتِ شان کو اجاگر کرنا ہے۔

(ب) بعض تصانیف ان مطاعن واعتراضات کے جواب میں تحریر کی گئیں جو وقتاً فوقتاً امام صاحب پر کئے گئے ہیں۔

(ج) امام صاحب کے مسلک کا دفاع کرتے ہوئے اس کی فضلیت وفوقیت دیگر مسالک پر ثابت کی گئی ہے۔

(الف) کتب مناقب اور ان پر نقد ونظر

امام صاحب کی سیرت وسوانح، فضائل ومناقب پر جو کتب تحریر کی گئیں شبلی کے الفاظ میں "ان ناموروں نے لکھیں جو خود اس قابل تھے کہ ان کی مستقل سوانح عمریاں لکھی جاتیں (۵۳) ان میں سے مشہور کتب حسب ذیل ہیں۔

عقودالمرجان، قلائد عقودالدررالعقیان از احمد بن طحاوی، "مناقب النعمان" کے نام سے احمد بن الصلت، ظہیر الدین المرغینانی، محمد بن احمد شعیب نے کتابیں تصنیف کیں، "البستان فی مناقب النعمان" از عبدالقادر بن الوفاء القرشی، "شقائق النعمان فی مناقب النعمان" ازعلامہ جاراللّٰہ زمحشری ، رتبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ"از جلال الدین سیوطی، "تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان" از ابوسفیان بن کاس، "عقود الجمان فی مناقب النعمان" ازمحمد یوسف دمشقی، "تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ "از یوسف بن عبدالہادی ،" الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان" اور "قلائد العقیان" از ابن حجر مکی شافعی، "مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ابی یوسف ومحمد بن الحسن" از حافظ ذہبی ، "الدنتقاء فی فضائل الثلالثۃ الائمۃ الفقہاء "از ابن عبدالبر مالکی، "مناقب الامام الاعظم" از صدرالائمہ موفق بن احمد مکی وابن شہاب کردری ومحمد بن احمد السفدی معروف بابن عوام وشیخ ابوسعید (بزبان فارسی) ومحمد کامی آفندی (بزبان ترکی) وسعد الدین آفندی(بزبان ترکی) ،

اخبار ابی حنیفہ واصحابہ از ابو عبداللہ الصمیری وغیرہ۔

ان کے علاوہ اردو میں "سیرت النعمان" از شبلی نعمانی اور ابو زہرہ کی" ابو حنیفہ حیاتہ وعصرہ وآراؤہ وفقہہ" عربی میں زیادہ تر امام صاحب کے افکار وآراء کے تحقیقی مطالعہ پر مشتمل ہیں، علاوہ ازیں رجال اور تاریخ کی مستند کتابوں میں بھی آپ کا جزوی تذکرہ موجود ہے۔ان کتب کے تجزیاتی مطالعہ سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱۔مناقب میں مدحیہ اقوال کی کثرت

امام صاحب کی جس انداز میں تحقیر وتنقیص کی گئی رد عمل میں اسی قدر فضلیت ومنقبت کو اجاگر کیا گیا حتی کہ بعض اکابر فقہاء ومحدثین نے آپ کے مناقب کے ذکر کو "افضل الایمان" قرار دیا (۵۴) ان کتب میں امام صاحب کی مدح میں بڑے بڑے علماء فقہاء ومحدثین بالخصوص معاصرین کے مدحیہ اقوال جمع کئے گئے ہیں جو بیشتر سندوں کے ساتھ منقول ہیں۔ مثلاً یحی بن سعید القطان، عبداللہ بن مبارک، ابن داؤد ، شعرانی، ابن جریج، شعبہ بن الحجاج، مالک ،شافعی، ذہبی، ابن الاثیر جزری، ابن ندیم، سفیان بن عیینہ، یحی بن آدم، وکیع بن الجراح، اعمش، اسحق بن راہویہ، یزید بن ہارون، ابن حجر عسقلانی، مسعر بن کدام، سفیان ثوری، ابن حجر مکی، ابن عبدالبر مالکی، یحی بن معین، علی بن المدینی اور ابن تیمیہ وغیرہ۔

مناقب ابو حنیفہ پر مشتمل احادیث اور ان کی حیثیت

ان کتابوں میں امام ابوحنیفہ کے مناقب سے متعلق بعض احادیث بھی درج کی گئیں، ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو احادیث کے مستند مجموعوں میں موجود ہیں۔جن کا مضمون مشترک ہے البتہ الفاظ میں قدرے اختلاف ہے۔ جن کا مضمون یہ ہے کہ اگر علم (یا ایمان) ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ابناء فارس میں سے ایک شخص (یا کچھ لوگ) اسے ضرور پالے گا" یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ صحیحین، معجم طبرانی، مسند احمد بن حنبل اور موارد الظمان میں موجود ہے (۵۵)

سیوطی ان احادیث کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں امام ابوحنیفہ کی بشارت دی ہے (قد بشر رسول اللہ ﷺ بالامام ابی حنیفہ فی الحدیث) (۵٦) ابن حجر مکی نے بھی امام صاحب کی بشارت اور فضیلت تامہ کے لئے اسے صحیح اور قابل اعتماد اصل قرار دیا ہے (۵۷) ابو زہرہ نے یہ حدیث موالی میں کثرت علم کے ضمن میں تحریر کی ہے کہ وہ (موالی) آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کی بناء پر علم کے حامل ہوں گے اسے امام صاحب کے مناقب میں ذکر نہیں کیا (۵۸)

حقیقت یہ ہے کہ ان احادیث میں جہاں اہل فارس کے حاملِ علم ہونے کی بشارت ہے وہاں ان احادیث کا اولین مصداق امام ابوحنیفہ ہیں جیسا کہ محققین کی رائے ہے۔

ان احادیث کے برعکس بعض معتقدین نے غلو سے کام لیتے ہوئے امام صاحب کے مناقب میں کچھ موضوع احادیث بھی پیش کردی ہیں جن میں سے بعض کتب مناقب میں موجود ہیں، اگرچہ آپ کے مناقب نویسوں میں سے محققین اہل علم مثلاً طحاوی، محی الدین قرشی، سیوطی، ابن عبدالبر مالکی اور دیگر حنفی ثقہ اور نقاد حضرات نے ان کے ذکر سے احتراز کیا ہے۔ ان موضوع روایات میں سے چند ایک یہ ہیں۔ مثلاً "میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابوحنیفہ النعمان ہے وہ قیامت تک میری امت کا چراغ ہے"۔ اسی طرح یہ حدیث کہ "دنیا کی زینت ۱۵۰ھ میں اٹھادی جائے گی" اور یہ حدیث کہ "تمام انبیاء مجھ پر فخر کرتے ہیں اور میں ابوحنیفہ پر فخر کرتا ہوں" (۵۹) محققین نے ان روایات کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ ابن حجر مکی لکھتے ہیں: امام اعظم کی شان اس سے وراء ہے کہ بخاری و مسلم کی حدیث کی موجودگی میں ان کی فضیلت و بزرگی کے لئے کسی موضوع حدیث یا لفظ سے سند لائی جائے" (۶۰)

۳۔ مدح میں افراط وغلو

کتب مناقب میں امام صاحب کی مدح میں کہیں کہیں افراط وغلو سے بھی کام لیا گیا ہے جن پر بعض محققین نے نقد وجرح کرتے ہوئے ان کی نشاندھی کی ہے۔ مثلاً امام صاحب کے متعلق بشارات کا توراۃ میں موجود ہونا اور حضور اکرم ﷺ کا ابوحنیفہ کا نام لینا اور انہیں سراج الامۃ وغیرہ کہنا (۶۱) امام صاحب کے مناظرات اور نکتہ آفرینیوں کے متعلق بہت سے قصے عوام میں شہرت پکڑ چکے تھے بعض مصنفین نے ازارہ عقیدت بلا نقد تبصرہ انہیں نقل کردیا جس سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور مخالفین کو امام صاحب پر نکتہ چینی کا موقع ملا، اسی بناء پر اہل تحقیق محدثین نے ان کے ذکر میں احتیاط سے کام لیا ہے۔

امام صاحب کے زہد و تقوی اور اخلاق وعادات کے بیان میں بھی خوش اعتقادی اور مبالغہ کا عنصر موجود ہے۔ مثلاً چالیس برس تک عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز پڑھنا، تیس برس تک متصل روزے رکھنا، نہر کوفہ میں مشتبہ گوشت کا ٹکڑا گرنے کی وجہ سے ایک عرصے تک مچھلی نہ کھانا (کہ شاید مچھلیوں نے کھالیا ہوگا) اسی طرح ایک شبہ پر بکری کا گوشت ترک کرنا وغیرہ" شبلی کے نزدیک" یہ واقعات تاریخی اصول سے ثابت ہیں نہ ان سے کسی کے شرف پر استدلال ہوسکتا ہے (۶۲)

(ب) مطاعن واعتراضات کے رد پر مبنی کتب

بعض کتب مناقب میں ضمناً امام صاحب پر کئے جانے والے مطاعن واعتراضات کا بھی جواب دیا گیا ہے لیکن بعض اہل علم نے موضوع پر مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے بعض کتابیں تو وہ ہیں جو ابن ابی شیبہ اور خطیب بغدادی کے رد میں لکھی گئی ہیں جن کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے۔ ان میں بھی اس موضوع پر بڑی عمدہ بحثیں موجود ہیں۔

دیگر اہم کتب میں سے ایک "الابانۃ فی رد المشنعین علی ابی حنیفۃ" ہے جو قاضی احمد بن عبدالقاسم کی تصنیف ہے "جواہر المضیہ" کے مؤلف نے اسے نہایت عمدہ تصنیف قرار دیا ہے (۶۳) اس کے علاوہ اردو میں بھی اس موضوع پر اچھی خاصی کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے جن میں سے مقدمہ "انوار الباری شرح صحیح بخاری" از احمد رضا بجنوری اور "مقام ابی حنیفہ" از شیخ الحدیث سرفراز خان صفدر قابل ذکر ہیں۔

اس موضوع پر لکھنے والے مصنفین میں سے بعض نے تو دفاع میں اعتدال و توازن کو مد نظر رکھا ہے جب کہ بعض کے ہاں جوش عقیدت کی بناء پر قدرے غلو بھی نمایاں ہے۔

(ج) مذہب ابی حنیفہ کی ترجیح پر کتب

امام صاحب پر اکثر یہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ ان کی فقہ رائے اور قیاس پر مبنی ہے آپ کے طرز استنباط ، اجتہادی اصل اور مستنبط شدہ مسائل پر بھی کافی نقد وجرح کی گئی ہے، بعض اہل علم بالخصوص احناف نے امام صاحب کے فقہی مسلک کا دفاع کرتے ہوئے اس کی فضیلت وفوقیت پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں یہ ان کتب کے علاوہ ہیں جو ابن ابی شیبہ کے ان اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہیں جن میں انہوں نے امام صاحب کو حدیث کا مخالف قرار دیا تھا جن کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے۔ دیگر کتب میں سے "النکت الطریفۃ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ" از اکمل الدین محمد بن محمود حنفی قابل ذکر ہے۔ اسی موضوع پر شیخ محمد بن یحیٰ الجرجانی کی بھی ایک تصنیف ہے۔ سبط ابن جوزی کی "الانتصار" اور قاضی ابو جعفر کی "الابانۃ" میں بھی اس موضوع پر کافی مواد ہے، ان کے علاہ مختلف کتب احادیث کی شروح میں حنفی مسلک کا دفاع کیا گیا ہے مثلاً عینی کی "عمدۃ القاری شرح بخاری"، ملا علی القاری کی "مرقاۃ المفاتیح" علامہ انور شاہ کشمیری کے افادات پر مشتمل شروح بخاری مثلاً "فیض الباری"، "وانوار الباری" اور "معارف السنن" شرح ترمذی وغیرہ۔ اس سلسلے کی سب سے اہم تصنیف علامہ ظفر احمد عثمانی کی "اعلاء السنن" ہے جو بیس ضخیم جلدوں میں موجود ہے (۶۴) اس میں امام صاحب کی فقہ

کے تمام دلائل جمع کرکے ان پر محدثانہ بحث کی گئی ہے اور اختلافی مسائل میں ذخیرہ احادیث کے ذریعے ان کی تائید کی ہے۔

ان مستقل تالیفات کے علاوہ مختلف علماء مثلاً ابن تیمیہ نے "الفرقان بین الحق والباطل" میں(۶۵) ابن خلدون نے" مقدمہ"(۶۶) میں حافظ محمد ابراہیم الوزیر نے"الروض الباسم"(۶۷) میں سخاوی نے "الاعلان بالتوبیخ"(۶۸) میں عبدالوہاب شعرانی نے "المیزان" میں(۶۹) ضمناً آپ کا دفاع کرتے ہوئے مختلف الزامات کی تردید کی ہے۔

امام صاحبؒ پر کئے گئے بعض مطاعن ،اعتراضات و تنقیدات کا علمی جائزہ

امام صاحب کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابوں میں زیادہ تر ان مطاعن واعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو آپ کے حدیث میں کم رتبہ ہونے، قیاس اور رائے کو حدیث پر ترجیح دینے اور آپ کے فقہی اجتہادات کے کمزور و بے بنیاد ہونے سے متعلق ہیں، مقالہ کے اس حصہ میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ امام صاحب پر کئے جانے والے ہر قسم کے مطاعن واعتراضات اور تنقیدات کو منتشر کتب سے یکجا کرکے ان کا تجزیہ کیا جائے اور محققین کی آراء کی روشنی میں ان کے اصولی جوابات دیئے جائیں۔ البتہ فقہی جزئیات اور اجتہادی مسائل میں تنقید کو ہم نے موضوع بحث نہیں بنایا۔ اس پر مستقل کتب موجود ہیں۔ نیز اجتہادی خطاء سے صرف پیغمبر ہی معصوم و محفوظ ہوسکتا ہے۔ یہاں اس کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ان میں سے بعض اعتراضات و تنقیدات حسد و تعصب کا نتیجہ ہیں اور بعض لاعلمی اور ناواقفیت کی بناء پر کئے گئیں ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ قلت حدیث

امام صاحب پر سب سے زیادہ جس الزام کو دہرایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ قلیل الحدیث تھے، اس کیلئے مختلف دلائل کا سہارا لیا جاتا ہے مثلاً شیخ بخاری حمیدی کا یہ قول کہ امام صاحب نے مناسک حج کے متعلق چند سنتیں حجام سے سیکھیں اور آپ پر یہ الزام لگایا کہ انہیں مناسک میں نہ تو سنت رسول ﷺ کا علم تھا نہ سنت صحابہ کا(۷۰) نیز ابن خلدون نے بعض لوگوں کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ کی روایات سترہ احادیث تھیں(۷۱) محققین نے اس موضوع پر مفصل کلام کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ امام ابوحنیفہ نے کوفہ جیسے عظیم شہر میں جو فقہ وحدیث کا بڑا مرکز تھا پرورش پائی اور تعلیم

حاصل کی۔ جو ابن سعد کے بقول صحابہ کی ایک بڑی جماعت کا مسکن تھا جن میں سے تین سو(۳۰۰) اصحاب الشجرہ میں سے اور ستر(۷۰) صحابہ بدری تھے(۷۲)قتادہ سے منقول ہے کہ صحابہ میں سے ایک ہزار پچاس اشخاص کوفہ میں آکر فروکش ہوئے تھے(۷۳) بعض اہل علم نے کوفہ میں حدیث کی کثرت پر بڑی شہادتیں جمع کی ہیں(۷۴)

۲۔ امام صاحب نے جن شیوخ واساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا ان کا حدیث میں مقام بہت بلند تھا جیسے امام شعبی اور حماد بن سلیمان (مسلم، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ ہیں ان کی روایات موجود ہیں) ان کے علاوہ جن جلیل القدر تابعین سے آپ نے علمی استفادہ کیا ان میں ابراہیم نخعی، قاسم بن محمد، قتادۃ، طاؤس، عکرمۃ، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، سلیمان الاعمش قابل ذکر ہیں(۷۵) (ان کی روایات صحاح ستہ میں موجود ہیں) بعض اہل علم نے آپ کے مشائخ کی تعداد چار ہزار بتلائی ہے ان میں سے اکثریت محدثین کی ہے(۷۶)

۳۔ امام صاحب کے تلامذہ میں ایک بڑی تعداد محدثین کی ہے جن میں سے بعض کو امامت کا درجہ حاصل ہے۔ مثلاً عبداللہ بن مبارک، جرح وتعدیل کے امام یحیٰ بن سعید القطان اور یحیٰ بن معین، مسعر بن کدام، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، مکی بن ابراہیم، یحیٰ بن زکریا، ابوعاصم النبیل، قاسم بن معن، علی بن مسہر، عباد بن العوام، صلت بن الحجاج وغیرہ۔ (ان کی مرویات صحاح ستہ وغیرہ میں موجود ہیں)

۴۔ بعض محققین نے تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ تقریباً تمام اصحاب کتبِ حدیث امام صاحب کے بالواسطہ شاگرد ہیں(۷۷)

۵۔ بڑے بڑے علماء حدیث نے علم حدیث میں آپ کے بلند مقام کا اعتراف کیا ہے، خصوصاً مناقب ابی حنیفہ سے متعلق کتب میں اس موضوع پر ان کے اقوال اتنے زیادہ ہیں کہ ان سے ایک مستقل کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ محدث مکی بن ابراہیم ان کو اعلم الزمان (۷۸) کہتے ہیں(محدثین کے ہاں عالم اسے کہاجاتا ہے جو متون واسانید دونوں کا حافظ ہو، شعبہ انہیں "حسن الفہم" "جید الحفظ" کے لقب سے یاد کرتے ہیں(۷۹)ذہبی نے امام صاحب کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے اور الامام الاعظم فقیہ العراق کے لقب سے یاد کیا ہے(۸۰)(اور حافظ محدثین کی اصطلاح میں وہ ہوتا ہے جسے کم از کم ایک لاکھ احادیث یاد ہوں)

امام زفر سے منقول ہے کہ بڑے بڑے محدثین مثلاً زکریا بن ابی زائدہ، عبدالملک بن ابی سلیمان، لیث بن ابی سلیم، مطرف بن طریف، حصین بن عبدالرحمن وغیرہ امام ابوحنیفہ سے علمی مسائل

دریافت کرتے اور جس حدیث کے متعلق ان کو اشتباہ ہوتا اس کے متعلق بھی سوال کرتے تھے
(یختلفون الی ابی حنیفه ویسالونه عماینوبهم من المسائل ومایشتبنه علیهم من الحدیث)(۸۱)

طحاوی، ذہبی، سیوطی، ابن حجر مکی اور ملاعلی قاری جیسے جلیل القدر محدثین نے امام صاحب کے مناقب پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور حدیث میں ان کے مقام بلند کا اعتراف کیا ہے۔

۶- امام صاحب کی خدماتِ حدیث میں سے ایک اہم خدمت ان کی احادیث پر مشتمل "کتاب الاثار" ہے۔ سیوطی کے نزدیک یہ فقہی ابواب پر حدیث کی سب سے پہلی مرتب کتاب ہے اور امام مالک نے موطا کی ترتیب میں ان ہی کی پیروی کی ہے(۸۲) یہ کتاب آپ کے شاگردوں ابویوسف، محمد، زفر اور حسن بن زیاد سے مروی ہے، اس کے علاوہ بڑے بڑے محدثین نے امام صاحب کی مرویات جمع کر کے "مسند ابی حنیفہ" کے نام سے انہیں مرتب کیا ان کی تعداد اکیس کے قریب ہے، ان میں ابو نعیم اصفہانی، ابن عساکر، ابن مندہ اور حافظ ابن عدی جیسے محدثین شامل ہیں۔ محدث خوارزمی نے جامع المسانید للامام الاعظم" کے نام سے پندرہ مسانید کو جمع کر دیا ہے۔

۷- امام صاحب مجتہد مطلق تھے اور اجتہاد علم حدیث میں مکمل بصیرت اور مہارت کے بغیر ممکن نہیں جیسا کہ حافظ یوسف صالحی لکھتے ہیں:

"ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ماتهياله استنباط مسائل الفقه"(۸۳)
(اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کا ملکہ انہیں کیسے حاصل ہوسکتا تھا)

امام صاحبؒ کی مرویات اور قلتِ روایت

ابن سماعۃ سے منقول ہے کہ آپ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے کچھ زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے "آثار" کا انتخاب کیا ہے(۸۴) موفق حسن بن زیاد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں "امام ابو حنیفہ نے چار ہزار احادیث روایت کی ہیں دو ہزار صرف حماد کے طریق سے اور دو ہزار باقی شیوخ سے(۸۵)

مرویات امام سے متعلق مختلف بیانات کے تجزیہ میں یہ امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ محدثین بعض اوقات غایت احتیاط کے پیش نظر کسی حدیث کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کرنے کے بجائے اسے فقہی مسئلہ کے طور پر بیان کر دیتے تھے تاکہ نقل روایت میں اگر کوئی فروگذاشت ہوچکی ہو تو آپ ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو، بعض صحابہ وتابعین ؒ احادیث کے معاملے میں زیادہ محتاط ہوتے تھے، یہ دوسرا طریقہ

ہی اختیار کرتے تھے جیسا کہ حضرات شیخین سے بہت کم روایات منقول ہیں حالانکہ ان کے پاس احادیث کا اچھا خاصا ذخیرہ تھا، شاہ ولی اللہ کے بقول ان کا شمار مکثرین صحابہ میں ہونا چاہیے کیونکہ ان کی بیشتر روایات خود ان کے اپنے قول کے طور پر مروی ہیں(۸۶)امام صاحب بھی متقدمین کی طرح بہت سی احادیث مرفوعہ کو خود اپنا قول قرار دے کر بطور فقہی مسئلہ کے ذکر کردیتے تھے، اس اعتبار سے ان کی مرویات کا ستر ہزار تک پہنچنا کچھ بعید نہیں۔

اس سے انکار ممکن نہیں کہ امام صاحب نے اپنے وقت کے بڑے بڑے محدثین سے حدیث کا علم حاصل کرکے اس میں کمال پیدا کیا تھا اور مختلف روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کے پاس احادیث کا بڑا ذخیرہ موجود تھا۔مگر جہاں تک بطور احادیث مرفوعہ کے ان کی روایت کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ وہ دیگر محدثین کی بنسبت کم ہوئی ہے اس کا ایک سبب تو یہی ہے کہ آپ روایت حدیث کے معاملہ میں انتہائی محتاط تھے اور اس بارے میں ان کی شرائط کافی سخت تھیں جس کا کچھ اندازہ یحیٰ بن معین کے اس بیان سے بخوبی ہوسکتا ہے جسے وہ امام صاحب کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"لاینبغی للرجل ان یحدث من الحدیث الا ما یحفظه من وقت ماسمعه"(۸۷)

(صرف وہی حدیث بیان کی جانی چاہیے جو سماعت کے وقت سے آخر تک حافظے میں محفوظ رہے)

پھر امام صاحب روایت حدیث کے بجائے استنباط مسائل میں زیادہ مشغول رہے اس لئے ان کی بہت سی روایات بحیثیت حدیث تو باقی نہ رہ سکیں البتہ بحیثیت مسائل فقیہ باقی رہیں(۸۸) حافظ یوسف صالحی نے بھی امام صاحب کی قلت روایت کے ان دو اسباب کی طرف متوجہ کیا ہے(۸۹)

حمیدی اور ابن خلدون کے اقوال کی حقیقت

حمیدی کی امام صاحب کے متعلق مذکورہ رائے کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ اس بناء پر قابل قبول نہیں کہ وہ ظاہری ہونے کی بناء پر امام صاحب کے متعلق اچھے خیالات نہ رکھتے تھے۔ نیز سبکی کی ان کے متعلق رائے کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے، جو اس سے قبل گزر چکی ہے۔ اس رائے کی تردید کے لئے محدث اعمش کی یہ شہادت کافی ہے کہ "ابوحنیفہ سے مناسک سیکھو کیونکہ مجھے حج کے فرائض اور نوافل کا ان سے بڑھ کر عالم معلوم نہیں(۹۰) اعمش کے متعلق تذکرہ نگاروں نے یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے مناسک حج کے سلسلے میں امام صاحب سے اپنے لئے کچھ لکھنے کی بھی درخواست کی تھی(۹۱)امام صاحب اپنی زندگی میں ۵۵ مرتبہ حج کی سعادت سے مشرف ہوئے تھے(۹۲) اس لئے بھی یہ باور کرنا کیسے ممکن ہے کہ امام صاحب مناسکِ حج سے متعلق سنتوں سے بے خبر تھے۔ حمیدی کی یہ روایت روایتی ودرایتی

پہلوؤں سے ناقابل تسلیم ہے۔

ابن خلدون کی سترہ احادیث کی روایت کے متعلق رائے اس لئے قابل اعتبار نہیں کہ وہ خوداسے یقال کے لفظ سے نقل کرکے اس کی تضعیف کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے وضاحت بھی کردی ہے کہ ان ائمہ مجتہدین کے بارے میں "قلیل البضاعۃ فی الحدیث" کا نظریہ مبغضین و متعصبین کا تقول اور جھوٹ ہے(۹۳) نیز ابن خلدون مؤرخ ہیں اور اس موضوع پر کسی محدث ہی کی شہادت معتبر ہوسکتی ہے جب کہ کبار محدثین کی شہادتیں امام صاحب کے حق میں نقل ہوچکی ہیں۔

۲۔ قلت حفظ

دار قطنیؒ کے حوالے سے امام صاحب پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ وہ اچھے حافظہ کے مالک نہ تھے اور محدثین کے ہاں سوء حفظ سے روایت میں ضعف پیدا ہوجاتا ہے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ دار قطنی نے خود اپنی سنن میں امام صاحب سے روایت کرکے ان کے حافظہ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ حفظ روایت کے معاملہ میں جس قدر احتیاط امام صاحب کے ہاں ہے کسی دوسرے محدث کے ہاں نہیں ملے گی جس کا ذکر یحیٰی بن معین کے حوالے سے گزرچکا ہے۔ پھر امام صاحب کو حافظ ذہبی نے حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے(جنہیں کم ازکم ایک لاکھ احادیث یاد ہوں) نیز امام صاحب کی قوت حافظہ پر بکثرت شہادتیں موجود ہیں۔ مثلاً شعبہ بن حجاج کہتے ہیں "کان واللہ حسن الفہم جید الحفظ" (۹۴) (آپ بہترین فہم اور عمدہ حفظ کے مالک تھے) امام صاحب قرآن حکیم کے بھی حافظ تھے اور مختلف تذکرہ نگاروں نے نقل کیا ہے کہ آپ کبھی ایک رکعت میں اور کبھی دو رکعات میں قرآن حکیم ختم کرلیتے تھے(۹۵) اور آپ کی ذہانت اور حفظ تو ضرب المثل تھی جیسا کہ ذہبی نے آپ کے متعلق یہ شہادت دی ہے:۔

"کان ابوحنیفۃ من اذکیاء بنی آدم"(۹۶)

۳۔ تضعیف امام

امام صاحب پر یہ الزام بھی لگایا گیا ہے کہ آپ ائمہ حدیث کے ہاں مجروح ہیں اور وہ انہیں ضعیف قرار دیتے ہیں مثلاً بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کے متعلق لکھا ہے:

"سکتوا عن رایہ وحدیثہ(۹۷)

(لوگوں نے امام صاحب کی رائے اور حدیث سے سکوت اختیار کیا ہے) اور نسائی نے اپنی کتاب "الضعفاء والمترد کین" میں آپ کے متعلق لکھا ہے:

"لیس بالقوی فی الحدیث"(۹۸)

دار قطنی نے بھی ایک حدیث کے تحت امام صاحب کو ضعیف قرار دیا ہے(۹۹) ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں آپ کے متعلق لکھا ہے:

"ضعفه النسائی من جهة حفظه وابن عدی وآخرون(۱۰۰)

امام صاحب کے متعلق مذکورہ آراء کی حقیقت درج ذیل اصولی نکات سے واضح ہوتی ہے:

۱۔ بعض محدثین کی امام صاحب کی تضعیف سے متعلق اس قسم کی آراء میں ان بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کا بڑا دخل ہے جو حاسدین کے امام صاحب کے خلاف پروپیگنڈے کے زیر اثر ان کے ذہنوں میں پیدا ہو چکی تھیں۔ سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ بعض اہل علم نے اصل حقیقت معلوم ہونے کے بعد امام صاحب کی مخالفت سے رجوع بھی کر لیا تھا ان میں سے ابن عدی بھی ہیں جن کی تضعیف نقل کی گئی ہے، انہوں نے بطور تلافی امام صاحب کی بعض روایات بھی ایک مسند میں جمع کر کے مرتب کیں۔ اور بخاری، نسائی اور دار قطنی وغیرہ اصل حقیقت حال معلوم نہ ہونے کے باعث معذور ہیں۔

۲۔ جرح و تعدیل کے قواعد کی رو سے دیکھا جائے تو امام صاحب کی ثقاہت میں کوئی شبہ نہیں رہتا، جہاں جرح و تعدیل کے متعلق موافق و مخالف آراء کی تعداد برابر ہو وہاں تعدیل کو مقدم رکھا جاتا ہے ورنہ بڑے بڑے محدثین وائمہ مثلاً شافعی ، احمد، بخاری، ترمذی ، ابن ماجہ اور نسائی وغیرہ کی بھی عدالت وثقاہت ثابت نہ ہو سکے گی کیونکہ ان پر بھی کسی نہ کسی کی جرح ضرور موجود ہے جب کہ امام صاحب کی توثیق اور مدح کرنے والوں کی تعداد حد شمار سے باہر ہے۔ علم جرح و تعدیل کے ائمہ مثلاً شعبہ بن الحجاج، علی بن المدینی، یحیٰ بن سعید، القطان ، یحیٰ بن معین، ابن حجر شافعی وغیرہ نے اپنے مختلف اقوال میں امام صاحب کو صدوق ، ثقہ اور عادل کے الفاظ کے ساتھ توثیق کی ہے(۱۰۱) شیخ بخاری یحیٰ بن معین سے یہ بھی منقول ہے:

"ثقة ماسمعت احدا ضعفه"(۱۰۲)

(امام صاحب ثقہ تھے، میں نے کسی سے نہیں سنا کہ ان کی تضعیف کسی نے کی ہو)

علامہ کشمیری کے بقول اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یحیٰ بن معین کے زمانہ تک امام صاحب کی تضعیف کسی نے نہیں کی تھی۔(۱۰۳)

ابن عبدالبر مالکی نے آپ پر کی گئی جرح کے بعض اسباب کی نشاندھی کرتے ہوئے ان کی تعدیل وتوثیق کی ہے فرماتے ہیں:

"الذین رو واعن ابی حینفۃ ووثقوہ واثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموافیہ من اھل الحدیث اکثرماعابوا علیہ الاغراق فی الرای والقیاس والارجاء"(۱۰۴)

"جن لوگوں نے ابوحنیفہ سے روایت کی اور ان کی توثیق وتعریف کی ہے وہ ان سے بدرجہا زیادہ ہیں جنہوں نے ان میں کلام کیا ہے اور جن محدثین نے ان میں کلام کیا ہے انہوں نے آپ کا زیادہ عیب یہ نکالا ہے کہ وہ رائے، قیاس اور ارجاء میں منہمک تھے۔"

۳۔ "میزان الاعتدال" میں نسائی، ابن عدی اور دارقطنی وغیرہ کے حوالے سے ذہبی کا امام صاحب کو ضعیف قرار دینا درست نہیں۔ محققین کے نزدیک مذکورہ عبارت الحاقی ہے کیونکہ خود ذہبی نے میزان الاعتدال" کے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے کہ وہ بڑے بڑے ائمہ مثلاً ابوحنیفہ وغیرہ کا تذکرہ اس کتاب میں نہیں کریں گے کیونکہ ان کی جلالت حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔ نیز انہوں نے تذکرہ الحفاظ" میں امام صاحب کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے اور" الامام الاعظم فقیہ العراق" کے القاب سے یاد کیا ہے(۱۰۵)اور "مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ ابی یوسف ومحمد بن الحسن" میں آپ کی مدح وتوصیف کی ہے۔ محققین کی رائے کے مطابق میزان کے قدیم نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں(۱۰۶) اس کا اضافہ بعد میں متعصبین نے کیا ہے۔

۴۔قلت عربیت

امام ابوحنیفہ کی لغت میں مہارت اور عربیت کا بڑے بڑے لوگوں نے اعتراف کیا ہے۔ ابوبکر رازی نے امام صاحب کے اشعار کو امام شافعی کے اشعار سے زیادہ لطیف اور فصیح قرار دیا ہے(۱۰۷) نحو ولغت کے بڑے بڑے ائمہ امام صاحب کے شاگردوں میں شامل ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے امام صاحب کے ایک کلمہ "ولوراہا با قبیس" کی بناء پر آپ کو مطعون کردیا کہ انہیں عربیت میں مہارت نہ تھی کیونکہ ازروئے قواعد نحویہ" بابی قبیس" ہونا چاہیے۔ ابن خلکان نے امام صاحب کے دفاع اور خطیب پر نقد کرنے کے بعد آخر میں لکھ دیا:

"ولم یکن یعاب بشئی سوی قلۃ العربیۃ"(۱۰۸)

(آپ پر کوئی نکتہ چینی بجز قلت عربیت کے نہیں کی گئی) اور مثال میں مذکورہ کلمہ پیش کرکے امام صاحب کا دفاع کرتے ہوئے لکھا کہ بعض قبائل عرب کی لغت میں اسماء ستہ مکبرۃ کا اعراب حالت جری

میں بھی الف سے ہوتا ہے اور دلیل میں یہ شعر پیش کیا:

ان اباها واباابا‌ها　　قدبلغافی المجد غایتاها

حالانکہ قاعدہ کی رو سے "انا اباابیها" ہونا چاہیے تھا مگر شاعر نے حالت جری میں بھی اعراب الف سے ظاہر کیا(۱۰۹)

نیز اہل کوفہ کی لغت اسی طرح ہے جیسا کہ بخاری میں ابن مسعود سے منقول ہے کہ انہوں نے "انت اباجهل" فرمایا تھا۔(۱۱۰)

نواب صدیق حسن خان نے "التاج المکلل" میں امام صاحب کے علم و تفقہ کی تعریف کے ساتھ ساتھ یہی الزام دہرایا ہے:

ولم یکن یعاب بشئی سوی قلة العربیة(۱۱۱)

مگر اس کے ساتھ ابن خلکان کی تردید نقل نہیں کی۔

۵۔ مخالفت حدیث

امام صاحب کے خلاف یہ پروپیگنڈا کثرت کے ساتھ کیا گیا ہے کہ آپ اور آپ کے تلامذہ اصحاب الرائے میں سے ہیں اور اس کا یہ مطلب باور کرایا گیا کہ انہوں نے احادیث کے مقابلہ میں قیاس ورائے کا استعمال کیا ہے، حالانکہ اصحاب الرائے اور اصحاب الحدیث کے درمیان فرق کی وضاحت اس سے قبل ہو چکی ہے کہ اصحاب الرائے سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں اجتہاد، تفقہ اور استنباط کا وصف غالب تھا، امام صاحب اپنی زندگی میں مخالفت حدیث کی تہمت کا نشانہ بنے۔ مختلف اہل علم مثلاً سفیان الثوری، اوزاعی، امام جعفر صادق وغیرہ آپ کے متعلق یہی رائے رکھتے تھے کہ آپ رائے اور قیاس کو سنت پر مقدم رکھتے ہیں اور اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ امام صاحب کے دلائل سے آگاہ ہونے کے بعد انہوں نے اپنی غلطی سے رجوع کیا اور امام صاحب کے دلائل کی صحت کو تسلیم کیا۔

امام صاحب نے ایک موقعہ پر خود اپنے الفاظ میں اس الزام کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

کذب واللہ وافتری علینا من یقول عنا انا نقدم القیاس علی النص وهل یحتاج بعد النص الی القیاس"(۱۱۲)

(جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں بخدا اس نے افتراء پردازی سے کام لیا ہے۔ کیا نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی بھی ضرورت ہوتی ہے)

آپ نے ایک موقعہ پر ابو جعفر منصور کے اسی الزام کی تردید کرتے ہوئے اپنے طریق استنباط کی

وضاحت فرمائی(۱۱۳) ابن ابی شیبہ نے بھی ۱۲۵ مسائل میں امام صاحب پر مخالفت حدیث کا الزام لگایا اس کے جواب میں متعدد کتابیں تصنیف کی گئیں جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔ شعرانی نے المیزان الکبری" میں ایک مستقل فصل اس موضوع پر قائم کی ہے:

" فصل فی بیان ضعف قول من نسب الامام اباحنیفة الی انه یقدم القیاس علی حدیث رسول اللّٰہصلی علیه وسلم"(۱۱۴)

محدث خوارزمی نے جامع المسانید کے مقدمہ میں اس الزام کا مختصر ومدلل جواب دیا ہے اس کے چند نکات یہ ہیں۔

۱۔ احادیث مرسلہ کو بھی امام صاحب حجت قرار دیتے ہیں اور قیاس پر مقدم رکھتے ہیں جب کہ شافعی کا عمل اس کے برعکس ہے۔

۲۔ آپ احادیثِ ضعیفہ کو بھی قیاس کے مقابلے میں حجت سمجھتے ہیں جیسے نماز میں قہقہہ کو ضعیف، حدیث کی وجہ سے ناقض وضوء قرار دیتے ہیں حالانکہ خلاف قیاس ہے اور شافعی اس کے برعکس قیاس پر عمل کرتے ہیں(۱۱۵)

ابن حزم فرماتے ہیں:

"جمیع اصحاب ابی حنیفة مجمعون علی ان مذهب ابی حنیفه ان ضعیف الحدیث اولی عنده من القیاس والرای".(۱۱۶)

(تمام اصحاب ابی حنیفہ کا اس پر اتفاق ہے کہ امام صاحب کا مسلک یہ تھا کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم تھی)

محدث ابن مبارک فرمایا کرتے تھے:

"لاتقولوارای ابی حنیفة ولکن قولوا انه تفسیر الحدیث"(۱۱۷)

(یوں نہ کہو کہ یہ ابوحنیفہ کی رائے ہے بلکہ یوں کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے)

امام صاحب کے متعلق یہ بدگمانی کہ آپ قیاس کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں غالباً اس کی وجہ آپ کے حدیث اور فہم حدیث کے اصولوں سے ناواقفیت ہے۔ امام صاحب کے متعلق گزر چکا ہے کہ وہ احادیث کے قبول کرنے میں غیر معمولی طور پر محتاط تھے، راویوں کے احوال وصفات پر تنقیدی نظر رکھتے اور احادیث میں ناسخ ومنسوخ کی بڑی چھان بین کرتے تھے(۱۱۸) احادیث کی صحت اور تضعیف سے متعلق امام صاحب کے اصولوں کی روشنی میں ان کے اجتہادات کا جائزہ لیا جائے تو وہ یقیناً مبنی برانصاف نظر آئیں گے۔

۶- غیر شرعی حیلے

امام صاحب اور ان کے اصحاب کو فقہی حیلوں کی بناء پر بھی مطعون کیا گیا ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری کی "کتاب الحیل" میں احناف کے حیلوں پر سخت جرح کی ہے(۱۱۹)امام صاحب کی طرف ایک تصنیف "کتاب الحیل" کے نام سے بھی منسوب کی گئی ہے مگر محققین اسے تسلیم نہیں کرتے نہ اس کا کوئی وجود ہے۔ امام محمد کی طرف بھی "حیل" کے نام سے ایک کتاب منسوب ہے جس کے متعلق ان کے ایک شاگرد ابوسفیان جوزجانی کی رائے ہے کہ وہ بغداد کے کتب فروشوں کی جمع کردہ ہے(۱۲۰)جبکہ سرخسی اس کی نسبت کو درست قرار دیتے ہیں(۱۲۱)مگر محققین نے ان کی طرف بھی اس کی نسبت کو غلط قرار دیا ہے۔

اس امر سے انکار نہیں کہ مناقب امام پر مشتمل بعض کتب میں امام صاحب کے متعلق بعض ایسے فقہی حیلے ضرور منقول ہیں جن کا مقصد دین میں سہولت پیدا کرنا اور تنگی وحرج دور کرنا تھا اس طرح کہ شریعت کے مقاصد بھی فوت نہ ہونے پائیں اور وہ شریعت کے ثابت شدہ قواعد واصول کے خلاف بھی نہ ہوں۔

ابوبکر خصاف کی "کتاب الحیل والمخارج" (۱۲۲)میں منقول حیلوں سے بھی امام صاحب کا حیلوں کے متعلق مسلک واضح ہوتا ہے کہ وہ محرمات وممنوعات شرعیہ کی تحلیل کے لئے نہیں بلکہ احکام شرعیہ میں سہولت پیدا کرنے کیلئے تھے۔ جہاں تک متاخرین کے گھڑے ہوئے حیلوں کا تعلق ہے تو ان کی نسبت ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ "ائمہ مجتہدین کی طرف ان کی نسبت درست نہیں"۔(۱۲۳)

۷- نسبت ارجاء

بعض لوگوں نے امام صاحب کی طرف مرجئہ کے عقائد کی نسبت کرکے آپ کو مطعون کیا حتی کہ بخاری نے بھی آپ کے متعلق لکھ دیا "کان مرجئاً"(۱۲۴)

مرجئہ کا عقیدہ مرتکب کبائر کے متعلق یہ تھا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ قطعی طور پر ضرر رساں نہیں اور اللہ تعالی سب گناہوں کو معاف کردیں گے(۱۲۵)کوثری نے تاریخ بغداد وغیرہ میں منقول مختلف روایات جن میں آپ کی طرف عقیدہ ارجاء کو منسوب کیا گیا ہے دلائل کے ساتھ نفی کی ہے(۱۲۶)ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ "غسان" نامی مرجئی اپنے مذہب کی ترویج کیلئے اپنے عقائد کو امام صاحب کی طرف منسوب کرتا تھا(۱۲۷)ابن تیمیہ نے "الفرقان بین الحق والباطل" میں اس موضوع پر

مفصل بحث کرتے ہوئے امام صاحب کی برات ظاہر کی ہے(۱۲۸)

فقہ اکبر میں امام صاحب نے خود اس الزام سے برات ظاہر فرمائی اور اپنے عقیدہ اور مرجۂ کے عقائد میں نقطۂ امتیاز واضح کیا۔ فرماتے ہیں "ہم یہ نہیں کہتے کہ گناہ مومن کیلئے ضرر رساں نہیں اور نہ یہ کہتے ہیں کہ مومن دوزخ میں نہیں جائے گا اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ابدی جہنمی ہے اگر وہ فاسق ہو اور مرجۂ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں ضرور مقبول اور ہماری برائیاں ضرور معاف ہوجائیں گی۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے کوئی نیکی تمام شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کی ہے اور اس میں کوئی مفسد اعمال امر موجود نہ ہو، کو ارتداد اور اخلاق ذمیمہ ان اعمال کو برباد نہ کر رہے ہوں اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو ایسے شخص کے اعمال کو اللہ تعالی ضائع نہیں کرے گا بلکہ قبول کرے گا اور اس پر ثواب دے گا"۔(۱۲۹)

حقیقت یہ ہے کہ مسلک ارجاء امام صاحب کے دور میں جو اباحیت اور اخلاقی بے قیدی کے قریب پہنچ گیا تھا امام صاحب نے عمل کی اہمیت پر زور دے کر معاشرے کو اخلاقی انتشار سے تحفظ فراہم کیا۔ ان کا یہ عقیدہ خوارج معتزلہ اور مرجۂ کی انتہائی آراء کے درمیان انتہائی متوازن عقیدہ ہے۔

۸۔ امام صاحب اور اعتزالی نظریات

امام صاحب کے مخالفین نے آپ کی طرف بعض اعتزالی نظریات بالخصوص خلق قرآن کا عقیدہ بھی منسوب کیا ہے اور یہ دعوی کیا ہے کہ آپ کی دو مرتبہ اس عقیدہ سے توبہ کروائی گئی تھی۔ ایک اموی خلفاء کی طرف سے والی عراق یوسف بن عمر نے اور دوسری دفعہ قاضی ابن ابی لیلی نے(۱۳۰)تاریخ بغداد میں بعض روایات اس موضوع سے متعلق منقول ہیں(۱۳۱) اگرچہ بعض روایات کے حوالے سے مذکورہ کتاب میں اس الزام کی نفی بھی کی گئی ہے کہ "ابوحنیفہ خلق قرآن کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے نیز انہوں نے اور ان کے اصحاب نے اس بارے میں کچھ نہیں کہا۔ اس نظریہ کے قائل بشر المریسی اور ابن ابی داؤد تھے۔ انہوں نے اصحاب ابی حنیفہ کو بدنام کیا(۱۳۲) "الانتقاء" کی ایک روایت میں ہے کہ امام صاحب نے ابویوسف کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

لاتکلموا فیها ولا تسئلواعنها ابداً انتهوا الی انه کلام الله عزوجل بلازیادة حرف واحد"(۱۳۳)

(اس مسئلہ میں نہ تو خود کسی رائے کا اظہار کریں نہ کسی سے دریافت کریں صرف اتنا کہیں کہ یہ کلام الہی ہے اور اس میں ایک حرف بھی نہ بڑھائیں)

آپ سے صراحتاً بھی قرآن حکیم کے غیر مخلوق ہونے کا عقیدہ ثابت ہے" فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں:

نحن نتکلم بالالات والحروف واللہ تعالی یتکلم بلاآلۃ ولا حروف والحروف مخلوقۃ وکلام اللہتعالی غیر مخلوق"(۱۳۴)

ابن عبدالبر نے "الانتقاء" میں امام صاحب کی طرف خلق قرآن کے عقیدہ کے انتساب کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ احناف میں سے بعض معتزلی عقائد رکھتے تھے۔ مخالفین نے ان کے عقائد کی ذمہ داری آپ پر عائد کردی۔ نیز امام صاحب کے پوتے اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ خلق قرآن کا عقیدہ رکھتے تھے اور اسے اپنے آباء کی طرف منسوب کرتے تھے(۱۳۵)

۹-زمانہ اور مرتبہ کے اعتبار سے امام مالکؒ کی امام صاحبؒ پر تقدیم

خطیب تبریزی نے "اکمال فی اسماء الرجال" میں ائمہ متبوعین کے تذکرہ میں امام مالک کو اولیت دیتے ہوئے اس کا سبب یہ بیان کیا:

"لانہ المقدم زماناً وقدراً ومعرفۃً وعلماً"(۱۳۶)

(وہ زمانہ، مرتبہ اور علم ومعرفت کے اعتبار سے مقدم ہیں) پھر امام صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے چار صحابہ کا زمانہ پایا۔ مگر نہ تو کسی صحابی سے ملاقات کی اور نہ کسی سے روایت کی(۱۳۷) تاریخی شہادتوں سے خطیب کی اس رائے کی تردید ہوتی ہے۔ معتبر روایات کے مطابق امام صاحب کی پیدائش ۸۰ھ میں اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی جب کہ امام مالک کی پیدائش ۹۳ھ میں اور وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی۔ نیز بڑے بڑے محدثین نے امام صاحب کی رؤیت انس کو تسلیم کیا ہے مثلاً ذہبی، نووی، خطیب بغدادی، ابن حجر شافعی، سیوطی، ابن حجر مکی اور ابن عبدالبر وغیرہ۔ مناقب سے متعلق کتب میں تو آپ کی متعدد صحابہ کی رؤیت کا ذکر ہے مثلاً انس بن مالک (م۹۳ھ)، عبداللہ بن ابی اوفی (م۸۷ھ)، واثلۃ بن اسقع (م۸۵ھ)، ابوالطفیل عامر بن واثلۃ (م۱۰۲ھ) اور سہیل بن ساعد (م۸۸ھ) وغیرہ اور بعض نے صحابہ سے امام صاحب کی روایت بھی ثابت کی ہے(۱۳۸) اگرچہ محققین ان روایات کو امام صاحب کی سند سے ضعیف قرار دیتے ہیں (۱۳۹) ابن حجر مکی نے امام مالک کو امام صاحب کے تلامذہ میں شمار کیا ہے(۱۴۰) اور لکھا ہے کہ امام صاحب کی روایت امام مالک سے ثابت نہیں اور دارقطنی نے اس سلسلے میں جو روایتیں ذکر کی ہیں ان میں کلام ہے کیونکہ وہ بطور مذاکرہ تھیں۔ بطور تحدیث یا بقصد روایت نہ تھیں۔

کوثری نے اپنے رسالہ
" اقوام المسالک فی بحث روایۃ مالک عن ابی حنیفۃ وروایۃ ابی حنیفۃ عن مالک"
میں بھی امام مالک کا آپ سے تلمذ ثابت کیا ہے(۱۴۱) امام مالک سے امام صاحب کے بلند علمی مرتبہ ومقام سے متعلق متعدد اقوال بھی منقول ہیں، امام مالک کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ وہ امام صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور ان سے استفادہ کرتے تھے(۱۴۲) تعجب ہے کہ خطیب تبریزی علم اسماء الرجال میں مہارت رکھنے کے باوجود ان تاریخی شہادتوں سے ناواقف ہیں یا قصداً انہیں نظر انداز کردیا ہے۔

۱۰-امام صاحبؒ اور رؤیائے سیّئہ

خطیب نے تاریخ بغداد میں بعض خواب نقل کئے ہیں جن میں آنحضرتﷺ نے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے طریقہ اور فقہ سے کنارہ کشی کا حکم دیا ہے(۱۴۳) کوثری نے ان کی اسناد میں بعض راویوں کا وضاع ومجہول کا ہونا ثابت کیا ہے(۱۴۴) بعض لوگوں نے ان خوابوں کی بناء پر بھی امام صاحب کو مطعون کیا۔ ان چند خوابوں کے علاوہ بےشمار خواب ایسے ہیں جن سے آپ کی فضیلت ومنقبت ثابت ہوتی ہے اور بعض خوابوں میں خود آنحضرتﷺ نے امام صاحب کے علم وفضل اور ان کی فقہ سے خوشنودی کا اظہار کیا ہے۔ ان میں کچھ خطیب نے بھی نقل کئے ہیں(۱۴۵)

حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب کے فضائل ومناقب پر مشتمل عمدہ خواب حاسدین ومخالفین نے امام صاحب سے لوگوں کو بدظن کرنے اور ان خوابوں کا توڑ کرنے کیلئے اپنی طرف سے کچھ خواب گھڑ کر بیان کئے ہیں۔

امام صاحبؒ کے متعلق عصر حاضر کے بعض اہل تحقیق کی آراء پر نقد

امام صاحب کی شخصیت کے متعلق اس دور کے بعض اہل تحقیق مثلاً احمد امین، ابوزہرہ اور شبلی کی بعض آراء بھی محل نظر ہیں۔ اگرچہ انہیں اعتراض اور تنقید کی حیثیت سے پیش نہیں کیا گیا تاہم ان سے امام صاحب کے مرتبہ ومقام پر حرف آتا ہے اور ان کی نسبت غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے ان کی حقیقت واضح کرنا ضروری ہے۔

۱۔امام صاحبؒ اور تشیع

ابوزہرہ نے اپنی تصنیف "ابو حنیفہ حیاتہ وعصرہ۔ آراؤہ وفقہ" میں امام صاحب کے متعلق لکھا ہے " آپ میں تشیع پایا جاتا تھا اور آپ اپنے سیاسی آراء وافکار میں شیعہ کی جانب مائل تھے(۱۴۶)----وہ اپنے دور کے حکام کے بارے میں شیعی زاویہ نگاہ رکھتے تھے یعنی خلافت کو حضرت علیؓ کی فاطمی اولاد کا حق سمجھتے تھے(۱۴۷) ابوزہرہ نے اگرچہ عقائد وعمال میں امام صاحب کی شیعہ سے برات ظاہر کی ہے مگر سیاسی آراء وافکار میں ان کا میلان شیعہ کی جانب ثابت کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ امام صاحب کے ائمہ اہلبیت سے علمی اور سیاسی روابط تھے اور اپنے دور میں بعض علویوں کے خروج کی تحریکوں میں ان کی تائید وحمایت بھی کی تھی مگر اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شیعی زوایہ نگاہ رکھتے تھے یا استحقاقِ خلافت فاطمیہ کے قائل تھے جیسا کہ محقق موصوف کو اس بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ امام صاحب علویوں پر حکومتوں کے بے پناہ مظالم کی بناء پر ان سے ہمدردی رکھتے تھے اور ان کے ذاتی کردار اور خوبیوں کی بناء پر ان کی حمایت کرتے تھے۔ اگر مذکورہ مؤقف کو درست تسلیم کرلیا جائے تو امام صاحب کے بیان کردہ اس عقیدے کا کیا مطلب لیا جائے گا جس کی رو سے وہ چاروں خلفاء کی خلافت کو برحق سمجھتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تمام امت پر افضل قرار دیتے ہیں اور سب سے پہلے خلافت کو ان کے لئے ثابت کرتے ہیں(۱۴۸)

امام صاحب کی عباسی خلیفہ سفاح کی بیعت وتائید سے بھی مذکورہ تصور کی نفی ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے اس کی بیعت کے موقع پر خطبہ میں فرمایا تھا:

"الحمدللّٰہ الذی بلغ الحق من قرابة نبیه صلی اللّٰہعلیه وسلم وامات عناجور الظلمة وبسط السنتنا بالحق قد بایعناک علی امراللّٰہ والوفاء لک بعهدک الی قیام الساعة فلا اخلی اللّٰہ ھذا الامر ممن قربه بنبیه صلی اللّٰہعلیه وسلم"(۱۴۹)

حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب کی طرف منسوب اس نقطہ نظر کی نہ تو کسی تاریخی شہادت سے تائید ہوتی ہے نہ ہی کتب احناف میں اسے آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۲۔مناقب امام ابوحنیفہ کے متعلق احمد امین کی رائے

مصری مفکر احمد امین امام صاحب کے مناقب سے متعلق احادیث کو درست نہیں سمجھتے اور ان کا تاریخی تناظر میں تجزیہ کرتے ہیں، ان کے خیال میں ایرانیوں نے "شعوبیت" (عجمیت پرستی) کے زیر

اثر اپنی عظمت شان کے اظہار اور عربوں پر تفاخر کے لئے اکابرین فارس مثلاً سلمان فارسیؓ اور امام ابوحنیفہ کے فضائل میں احادیث گھڑی ہیں(۱۵۰) بالفاظ دیگر ان حضرات کی فضیلت و عظمت ان کی نظر میں ان احادیث کی بناء پر ہے حالانکہ یہ شخصیتیں پوری امت میں اپنے علمی اور عملی کمالات کی بناء پر مقبول ومعروف ہیں۔

تعجب ہے کہ موصوف نے ان احادیث کو بھی موضوع قرار دیا ہے جو صحیحین میں ان کے متعلق مروی ہیں۔ مثلاً

"لوكان العلم معلقاً عند الثريا لتناوله رجل من فارس"(۱۵۱)

اس کے علاوہ بھی بعض احادیث ذکر کی ہیں جو یقیناً اہل علم کے ہاں موضوع ہیں(جن کا ذکر اس سے قبل ہوچکا ہے۔

درحقیقت امام صاحب کے مناقب میں ازراہ عقیدت موضوع روایات کو پیش کرنا جس طرح افراط وغلو ہے ایسے ہی ان کے مناقب سے متعلق صحیح احادیث کو موضوع قرار دینا بھی حد سے تجاوز ہے۔

۳۔مغازی وسیر وغیرہ میں امام صاحبؒ کا مبلغ علم

شبلی نے امام صاحب کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "مغازی، قصص وسیر وغیرہ میں ان کی نظر چنداں وسیع نہ تھی (۱۵۲)حقیقت اس کے برعکس ہے، امام صاحب نے شعبی جیسے سیر ومغازی کےعالم سے علم حاصل کیا تھا جن کے متعلق عبداللہ بن عمر جیسے صحابی فرمایا کرتے تھے کہ "میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوات میں شامل رہا ہوں مگر شعبی کو غزوات کا مجھ سے زیادہ علم ہے"(۱۵۳) امام صاحب نے "کتاب السیر" میں جنگ وامن کے قوانین سے بحث کی ہے اور عہد نبوی کے واقعات سے استشہادت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سیر ومغازی میں مہارت کے بغیر ممکن نہیں۔

شبلی نے سیرۃ النعمان کے مقدمہ میں امام صاحب کے متعلق اپنے پاس کافی تصانیف موجود نہ ہونے کا شکوہ کیا ہے(۱۵۴)اس بنء پر ان کی مذکورہ رائے ناقص مطالعہ پر مبنی معلوم ہوتی ہے، اسی قسم کی رائے انہوں نے امام صاحب کی تصنیفات اور مرویات کے مدون نہ ہونے کے متعلق بھی ظاہر کی ہے جو خلاف واقعہ ہے(۱۵۵)

غالباً انہوں نے ابن خلکان کے نقل کردہ بعض واقعات سے یہ تاثر لیا ہے جن سے امام صاحب کے بارے میں یہ بدگمانی پیدا ہوتی ہے کہ امام ابویوسف کی نظر میں امام صاحب مغازی میں بالکل کورے تھے اور انہیں یہ بھی علم نہ تھا کہ بدر کی لڑائی پہلے تھی یا احد کی(۱۵۶) امام صاحب نے تدوین فقہ کا جو

عظیم کارنامہ سرانجام دیا وہ جملہ علوم وفنون میں گہری بصیرت ومہارت کے بغیر ممکن نہ تھا۔
امام صاحب کی وسعت علمی اور دیگر علوم فنون پر نظر کی مختلف اہل علم نے شہادتیں دی ہیں۔
امام صاحب کے تذکرہ نگاروں نے آپ کی یہ خصوصیت بیان کی ہے کہ انہیں احادیث و آثار کی تاریخی جستجو، ان کے ناسخ ومنسوخ، تقدم وتاخر کی معلومات میں غیر معمولی امتیاز حاصل تھا(۱۵۷)
طبری لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے بانس کے ذریعہ اینٹوں کے گننے کا طریقہ ایجاد کیا(۱۵۸) ایک مرتبہ کسی معتزلی نے آپ سے سوال کیا کہ "زمین کا مرکز کہاں ہے؟" آپ نے جواب دیا جس جگہ تو بیٹھا ہے"(۱۵۹) گویا امام صاحب زمین کے کرہ ہونے کے قائل تھے۔
موفق مکی آپ کے مدونہ مسائل کے متعلق لکھتے ہیں کہ "ان میں بعض صرف ونحو، اور ریاضی کے ایسے دقیق مسائل پر مشتمل تھے کہ ان کا استخراج زبان دانوں اور ریاضی دانوں کے چھکے چھڑا دیتا ہے(۱۶۰)
موفق نے فارسی زبان سے بھی آپ کی واقفیت کا ذکر کیا ہے(۱۶۱)
ان حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو امام صاحب ایک بالغ نظر فقیہ اور وسیع النظر عالم کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں اور اس تصور کی نفی ہوتی ہے کہ وہ مغازی وسیر یا دیگر مروجہ علوم سے ناواقف تھے۔

حواشی ومراجع

۱- اس کا اندازہ امام صاحب کی معرفت حدیث کے بلند معیار سے ہوسکتا ہے جس کی شہادت حسن بن صلح نے ان الفاظ کے ساتھ دی ہے۔

کان ابوحنیفة شدید الفحص عن الناسخ من الحدیث والمنسوخ فیعمل بالحدیث اذا ثبت عنده عن النبی صلی اللهعلیه وسلم وعن اصحابه وکان عارفاً بحدیث اهل الکوفة وفقه اهل الکوفة شدیداً الا تباع لماکان علیه الناس ببلد وقال کان یقول ان لکتاب الله ناسخاً ومسنوخا وان للحدیث ناسخاً ومنسوخاً وکان حافظاً لفعل رسول اللهصلی اللهعلیه وسلم الاخیر الذی قبض علیه مما وصل الی اهل بلد" موفق مکی" مناقب الامام الاعظم" مکتبه اسلامیه کوئٹه، ۱۴۰۷ھ ج:۱،ص:۸۹۔۹۰

۲. ابن خلدون ،"مقدمه ابن خلدون"دارالکتب العلمیه،بیروت۱۹۷۸ء ص:۴۴۶.

۳. موفق "مناقب" ۱/ ۵۵

۴. ابوالفداء: تاریخ ابوالفداء المطبعة الحسینیه المصریه. مصر(س.ن) ج:۲،ص:۵۳

۵. سعید احمد اکبر آبادی،" مولاناعبیداللهسندھی اور ان کے ناقد" المحمود اکیڈمی لاہور ۱۹۸۹ء ص:۱۲۹

۶. مقدسی:"احسن التقاسیم فی معرفةالاقالیم"مطبعةبریل.لیڈن۱۹۰۶ء،ص:۲۳۷

۷. جصاص کے الفاظ یه ہیں:"وزعموا مع ذالک ان السلطان لاینکر علیه الظلم والجور وقتل النفس التی حرم الله وانما ینکر علی غیر السلطان بالقول اوبالید بغیر سلاح" الجصاص :" احکام القرآن " داراحیاء التراث العربی ، بیروت۱۹۸۵ء ج:۲،ص:۳۲۰. اشعری محدثین کے اسی نقطه نظر کی وضاحت میں لکھتے ہیں" السیف باطل ولو قتلت الرجال وسبیت الذریة وان الامام قدیکون عادلاویکون غیرعادل ولیس لناازالته، وان کانه فاسقاً وانکروالخروج علی السلطان لا لم یروه وهذا قول اصحاب الحدیث" الاشعری :" مقالات الاسلامیین" مکتبه النهضه المصریه۱۹۶۹،ج:۲،ص:۱۴۰

۸. "احکام القرآن" ۸۱/۱

۹. خطیب بغدادی" تاریخ بغداد"، دارالکتاب العربی . بیروت (س.ن) ج:۱۳،ص:۳۹۷

۱۰. ایضاً

۱۱. مناظراحسن " حضرت امام ابوحنیفه کی سیاسی زندگی " نفیس اکیڈمی کراچی،۱۹۶۸ء،ص:۵۹

۱۲. موفق " مناقب " ۱۲/۲،۱۳،۱۷،۱۹

۱۳. ایضاً۲/ ۱۰

۱۴. عبدالقادر، قرشی، "ذیل الجواهرالمفیئة"(مناقب الامام الإعظم ، لملی علی القاری)میرمحمد کتب خانه کراچی(س.ن) ج:۲، ص:۴۹۸.نیز موفق "مناقب " ۱۵/۲،ص:۱۵۲

۱۵. ابن عبدالبر" الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء " مکتبه القدسی ۱۳۵۰ھ

۱۶. ایضاً: ۱۴۵،تاریخ بغداد۱۳/ ۵۱

۱۷. موفق "مناقب"۱/ ۱۲۲

۱۸. ایضا۲/ ۱۹

۱۹. ایضا:۲/ ۱۲،۱۳. نیز دیکھئے کردری" مناقب الامام الاعظم،"مکتبه اسلامیه کوئٹه۱۴۰۷ھ۱/ ۲۶۷

۲۰. بجنوری، احمد رضا ، "انوارالباری شرح صحیح البخاری" اداره تالیفات اشرفیه(س.ن) ج:۱،ص: ۴۰

۲۱. ابن حجر مکی"الخیرات الحسان"مکتبه الخیریه مصر۱۳۰۴ھ

۲۲. تاریخ بغداد،۱۳/ ۳۶۷

۲۳. کردری" مناقب " ۱/ ۳۹، تاریخ بغداد۱۳/ ۳۳۸

۲۴. موفق ، "مناقب"۱/ ۱۶۷،۱۶۸

۲۵. شعرانی"المیزان الکبری"اکمل المطابع" دہلی (س.ن)۱/ ۴۱،۴۲

۲۶. موفق" مناقب"۲/ ۱۰

۲۷. ابن ابی شیبه" الکتاب المصنف فی الاحادیث الاثار" الدارالسلفیه، بمبئی۱۹۸۳ء،ج۱۴،ص:۱۴۸.۲۸۲

۲۸. دیکھئے ، کوثری، محمد بن زاہد" النکت الطریفه" ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه، کراچی۱۹۸۷ء

۲۹. ایضاً،ص:۵

۳۰. بخاری" کتاب التاریخ الکبیر" دارالکتب العلمیة بیروت (س.ن) ج:۸،ص:۸۱. نیز دیکھئے بخاری" التاریخ الصغیر" مطبع انوار احمدی اله آباد۱۳۲۵ھ،ص:۱۵۸.۱۷۴

۳۱. التاریخ الصغیر،ص:۱۷۴

۳۲. دیکھئے موفق" مناقب" ۱/۱۹۰"الانتقاء"۱۴۲،کردری:" مناقب"۲/۱۱

۳۳. ابن حجر"تهذیب التهذیب" دارصادر،بیروت(س.ن) ،ج:۱۰،ص:۴۶۳ ، ذہبی "میزان الاعتدال" المکتبة الاثریه، سانگله ہل(س.ن) ج:۴، ص:۲۶۹

۳۴. تاریخ الصغیر" ص:۱۵۸.۱۵۹

۳۵. سبکی: طبقاة الشافعه الکبری.

۳۶. "وان کان الناس خالغوه فی اشیاء وانکروها فلایستریب احد فی فقهه وعلمه وقد نقلواعنه اشیاء یقصدون بها الشناء علیه وهی کذب علیه قطعاً مثل مسئلة الخنزیر البری ونحوها" دیکھئے . ابن تیمیه :"منهاج السنة" المکتبة السلفیة، لاہور۱۹۷۶،ج:۱،ص:۲۵۹

۳۷. سخاوی" الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ " مطبعة العانی بغداد۱۹۶۳ء،ص:۱۱۷.۱۱۸

۳۸. نسائی :کتاب الضعفاء والمتروکین " (ملحق . بالتاریخ الصغیر للبخاری، مطبع انوار احمدی اله آباد۱۳۲۵ھ،ص:۲۹

۳۹. دارقطنی" سنن دارقطنی" عالم الکتب ، بیروت۱۹۸۶ء،ج:۱،ص:۳۲۳" باب ذکرقوله من کان له امام فقراءة الامام له قراة واختلاف الروایات "

۴۰. ابن عدی"الکامل فی ضعفاء الرجال" المکتبة الاثریه. سانگله ہل،ص:۲۴۷۲.۲۴۷۹

۴۱. حاکم :" المدخل الی علوم الحدیث"

۴۲. تاریخ بغداد۱۳/۳۲۳.۳۶۸

۴۳. ایضاً،۳۶۹.۴۵۴

۴۴. اصلاحی، ضیاء الدین"تذکرۃ المحدثین" نیشنل بک فاؤنڈیشن۱۹۷۸ ء،ج:۲ص:۲۸۸ ، ابو زہرہ" ابوحنیفہ"(اردوترجمہ. پیش لفظ ازغلام احمد حریری (مترجم)ملک سنز فیصل آباد ،ص:۲۰.۲۱

۴۵. ابن جوزی:المنتظم فی تاریخ الامم والملوک"دارالکتب العلمیۃ ، بیروت۱۹۹۲ء،ص:۱۳۲.۱۳۳

۴۶. ذہبی" الرواۃ الثقاۃ المتکلم فیہم بما لایوجب ردھم مصر،ص:۱۱

۴۷. نعمانی عبدالرشید"ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ" اصح المطابع . کراچی(س.ن) ،ص:۳۲

۴۸. یوسف صالحی " عقود الجمان " بحوالہ" ماتمس الیہ الحاجۃ"ص:۳۲

۴۹. "وقدذکر الخطیب فی تاریخہ منہا شیئاً لم اعقب ذالک بذکرماکان الالیق فی ترکہ والاضراب عنہ فمثل ھذا الامام لایشک فی دینہ ولا فی ورعہ وتحفظہ " ابن خلکان " وفیات الاعیان" منشورات شریف الرضی. قم .ج:۵ ،ص:۴۱۳

۵۰. ابن حجر مکی: "الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان"ص:۶۹

۵۱. یہ کتاب ۱۳۵۰ھ میں مطبعہ جامعیہ ملیہ دہلی سے طبع ہوچکی ہے.

۵۲. کوثری" تانیب الخطیب" ویلیہ" الترحیب بنقد التانیب" مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ(س.ن)

۵۳. شبلی"سیرت النعمان" ایم ثناء اللہ خان اینڈ سنز، لاہور۱۹۶۹ ،ص:۱۵

۵۴. ذہبی "مناقب الامام" ذیل الجواہر،ج:۲ ،ص:۴۶۲

۵۵. بخاری کی روایت میں ہے"لوکانَ الایمان عند الثریالنالہ رجال" اورجل من ہولاء" الجامع الصحیح البخاری" کتاب التفسیر. باب وآخرین منھم لما یلحقوابھم، ملک سراج الدین اینڈ سنز، لاہور،ج:۲ ،ص:۷۲۷، مسلم کے الفاظ یہ ہیں" لوکان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل" من فارس اوقال من ابناء فارس حتی یتناولہ" " الجامع الصحیح المسلم " کتاب الفضائل. باب فضل فارس اصح

المطابع. کراچی،ج:۲،ص:۳۱۲ مسند احمد اور موارد الظمان میں یہ الفاظ ہیں" لوکان العلم بالثریا لتناوله ناس من ابناء فارس " دیکھئے "مسند الامام احمد بن حنبل" اداره احیاء السنة گوجرانواله (س.ن) ج:۲،ص:۴۲۲ہیثمی" موارد الظمان الی زوائد ابن حبان" المطبعة السلفیه مکة المکرمة(س.ن) ص:۵۷۹

٥٦. سیوطی: تبییض الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفه" ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه. کراچی (س.ن) ،ص:۲۰

٥٧. قال الحافظ المحقق الجلال السیوطی هذا اصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة بابی حنیفه " وفی الفضیلة التامة الی ان قال قال بعض تلامذة الجلال وماجزم به شیخنا من ان الامام اباحنیفة هوالمراد من هذا الحدیث ظاہر لاشک فیه" الخیرات الحسان" ص:۱۳

٥٨. ابوزہره. ابوحنیفة حیاته وعصره. آراءه وفقهه " دارالفکر العربی بیروت،ص:۱۸.۱۷

٥٩. موفق"مناقب"۱/۹.۲۳،کردری:مناقب " ۱/۳۱/۲۴، تاریخ بغداد ،۱۳/۳۵۵

٦٠. "الخیرات الحسان"ص:۱۳

٦١. ابوزہره" ابوحنیفه"ص:۷

٦٢. شبلی: سیرة النعمان"ص:۸۸

٦٣. قرشی، عبدالقادر" الجواہر المضیه" میر محمد کتب خانه. کراچی (س.ن) ،ص:۷۳

٦٤. یہ کتاب ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی سے طبع ہوچکی ہے۔

٦٥. دیکھئے ابن تیمیه: مجموعه رسائل کبری،۱/۲۷.۲۹

٦٦. مقدمه ابن خلدون ،ص:۴۴۴

٦٧. محمدبن ابراهیم وزیر:الروض الباسم فی الذب عن سنةابی القاسم "ادارة الطباعة المنیرة، مصر،(س ن)ج:۱،ص:۱۶۰.۱۶۱

٦٨. الاعلان بالتوبیخ، ص:۱۱۷.۱۱۸

٦٩. شعرانی نے"المیزان الکبری" میں امام صاحب کا بھرپور دفاع کیاہے اور

متعدد فصلیں قائم کی ہیں ۔ ایک فصل کا عنوان ہے ."فصل فی بعض الاجوبه عن الامام ابی حنیفه" دوسری فصل " فی بیان ضعف قول من نسب الامام ابی حنیفه الی انه یقدم القیاس علی حدیث رسول صلی اللّٰہعلیه وسلم ، تیسری فصل" فی تضعیف قول من قال ان مذهب الامام ابی حنیفة اقل المذاهب احتیاطاً فی الدین . پانچویں فصل " فی بیان ذکر بعض من اطنب فی الثناء علی الامام ابی حنیفة من بین الائمه علی الخصوص. "المیزان الکبری"۱/۶۹.۸۲

۷۰. "تاریخ الصغیر"ص:۱۵۸.۱۵۹

۷۱. "فابو حنیفة رضی اللّٰہعنه یقال بلغت روایته الی سبعة عشرحدیثا اونحوها" مقدمه ابن خلدون،ص:۴۴۴

۷۲. ابن سعد" الطبقات الکبری" دار صادر، بیروت (س.ن) ج:۶،ص:۹

۷۳. کتاب الکنی والاسماء" حیدرآباد دکن،ج:۱،ص:۱۷۴

۷۴. دیکھئے نعمانی عبدالرشید، ابن ماجه اور علم حدیث" میر محمد کتب خانه کراچی(س.ن) ص:۳۶.۵۳

۷۵. موفق :مناقب"۱/۳۷.۵۳ کردری"مناقب"۱/۷۰.۸۷

۷۶. ملاعلی القاری"مناقب الامام" ذیل جواہر المضیه ،ج:۲،ص:۴۵۴" تبییض الصحیفة" ص:۳۸.۶۰

۷۷. تفصیلات کیلئے دیکھئے" انوارالباری " ص:۷۵.۸۹.۹۷

۷۸. ذہبی "مناقب الامام وصاحبیه ابویوسف ومحمد بن الحسن ، دارالکتاب العربی . مصر(س.ن) ،ص:۱۹

۷۹. "الخیرات الحسان"ص:۳۴

۸۰. ذہبی "تذکرةالحفاظ" داراحیاء التراث العربی، بیروت (س.ن) ،ج:۱ ،ص:۱۶۸

۸۱. موفق:"مناقب،۲/۱۴۹

۸۲. "تبییض الصحیفه،ص:۱۲۹

۸۳. یوسف صالحی" عقود المجان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفه النعمان،" مکتبه الجمان . المدینة المنوره(س.ن) ،ص:۳۱۹

۸۴. "ذیل الجواہر المضیہ"(مناقب ملاعلی القاری)،ج: ۲،ص: ۴۷۴ نیز موفق "مناقب "۱/ ۹۵

۸۵. "کان ابوحنیفہ یروی اربعۃ الاف حدیث الفین لحماد والفین لسائر المشیخۃ" موفق" مناقب۱/ ۹۶

۸۶. شاہ ولی اللہ" ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" سہیل اکیڈمی، لاہور۱۹۷۶ء،ج:۲،ص:۱۴۱

۸۷. موفق" مناقب"۱/ ۹۳، ذہبی" مناقب الامام" ص:۲۲

۸۸. ظفراحمدعثمانی، "انجاء الوطن عن الازو راء بامام الزمن . کراچی ۱۳۸۷ھ، تقی عثمانی: "درس ترمذی" مکتبہ دارالعلوم کراچی۱۹۸۳ء،ص:۹۹

۸۹. "عقودالجمان"۳۲۰

۹۰. "الخیرات الحسان" فصل:۱۲

۹۱. ایضاً

۹۲. موفق" مناقب"۱/ ۲۵۳

۹۳. "وقد تقول بعض المبغضین المتعصبین الی ان منہم من قال قلیل البضاعۃ فی الحدیث فلہذ اقلت روایتہ ولا سبیل الی ہذا المعتقد فی کبار الائمہ" مقدمہ ابن خلدون،ص:۴۴۴

۹۴. "الخیرات الحسان،ص:۳۴

۹۵. موفق" مناقب"۱/ ۲۳۵

۹۶. ذہبی " العبرفی خبر من غبر"۱/ ۲۱۴

۹۷. بخاری" التاریخ الکبیری"۸/ ۸۱

۹۸. "کتاب الضعفاء والمتروکین"ص:۲۹

۹۹. سنن دارقطنی"۱/ ۳۲۳

۱۰۰. میزان الاعتدال:۴/ ۲۶۵

۱۰۱. دیکھئے ابن عبدالبر" جامع بیان العلم وفضلہ " ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر (س۔ن) ج:۲ص:۱۴۹،موفق " مناقب "۱/ ۱۹۱۔۱۹۲، کردری "مناقب "۱/ ۹۱، تہذیب التہذیب،۱/ ۴۵۰

۱۰۲. "الجواہر المضیہ۱/۲۹

۱۰۳. کشمیری فرماتے ہیں" فعلم ان الامام الهمام رحمه الله لم یکن مجروحاً الی زمن ابن معین رحمه اللہتعالی ثم وقعت وقعه الامام احمد رحمه اللہتعالی وشاع ماشاع وصارت جماته المحدثین فیه فرقاً والا فقبل تلک الوقعة توجد فی السلف جماته تفتی بمذهبه ویحی بن معین ایضا حنفی " دیکھئے انورشاہ " فیض الباری علی صحیح البخاری" مطعبة حجازی، قاهره۱۹۳۸ء ،ج:۱ ،ص:۱۶۹

۱۰۴. "جامع بیان العلم وفضله"۲/۱۴۹

۱۰۵. "تذکرة الحفاظ"۱/۱۶۸

۱۰۶. ظفراحمدعثمانی" مقدمه اعلاؤ السنن(ابوحنیفه واصحابه المحدثون) ۳/۵۶ ، درس ترمذی،۱۰۳.۱۰۴

۱۰۷. کردری"مناقب "۱/۵۹"ان شعرالامام کان الطف وافصح من شعرالشافعی وجودة الشعرلا تکون الا بکمال البلاغة"

۱۰۸. وفیات الاعیان،۵/۴۱۳

۱۰۹. حواله مذکور

۱۱۰. کوثری نے اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے"تانیب الخطیب"۳۲.۳۹

۱۱۱. نواب صدیق حسن"التاج المکلل من جواہر ماثر الطرازالاخر والاول" شرف الدین الکتبی واولاده الطبعة الهندیه العربیة. بمبئی۱۹۶۳ ءص:۱۳۸

۱۱۲. "المیزان الکبری "۱/۶۱

۱۱۳. ایضا۱/۶۲

۱۱۴. ایضا۱/۶۱.۶۴،شعرانی امام صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں وکان رضی اللہ عنه یقول نحن لا نقیس الاعنده الضرورة الشدیدةوذالک اننا ننظر اولافی دلیل تلک المسئله من الکتاب والسنة او اقضیة الصحابه فان لم نجد دلیلا قسنا حینئذ مسکوتا عنه علی منطوق به بجامع اتحاد العلة بینهما وفی روایة اخری عن الامام انا ناخذ اولا بالکتاب ثم بالسنة ثم باقضیة الصحابه ونعمل بما یتفقون علیه فان اختلفوا قسنا حکماً علی حکم بجامع العلة بین المسئلتین حتی یتضح المعنی وفی روایة اخری انه یقول ماجاء عن رسول اللہصلی اللہعلیه وسلم فعلی

الراس والعین بابی ہو وامی ولیس لنا مخافلة وماجاء نا عن اصحابه تخیرنا وماجاء عن غیر هم فهم رجال ونحن رجال"(المیزان الکبری١/٤١)

١١۵. تفصیل دیکھئے خوارزمی " جامع المسانید الامام الاعظم " حیدرآباد دکن١٣٣٢ھ،ص:٥٣.۴١

١١٦. ذهبی "مناقب الامام،ص:٢١

١١٤. ذیل الجواہر،٢/٢٦٠

١١٨. دیکھئے موفق "مناقب "١/٨٩..٩٠

١١٩. دیکھئے" الجامع الصحیح البخاری" کتاب الحیل

١٢٠. تفصیل دیکھئے. ابوزہرہ" ابوحنیفه"٢٢١.۴٣٨

١٢١. سرخسی "المبسوط"٣/٩

١٢٢. خصاف کی یه کتاب قاہرہ سے١٣١۴ھ میں طبع ہوچکی ہے.

١٢٣. ابن قیم" اعلام الموقعین عن رب العالمین" دارالجیل. بیروت (س.ن)٣/١٤٨، ابن قیم نے حیل کے موضوع پر بڑی عمدہ بحث کی ہے دیکھئے کتاب مذکور٣/٢۵٦.١٦٠. زاہد الکوثری امام صاحب کی طرف حیل کی نسبت کے متعلق لکھتے ہیں " نعم یروی عن ابی حنیفه اشیاء فی المخارج فی کتب الثقات من امثال ابن عبدالبر وابن ابی العوام والصیمری وغیرهم لکن لیس شئی " منها مماینا هض حکمة التشریع، بل کلها علی طریق التخلیص من المازق بدون ابطال حق واحقاق باطل والیه ندب الکتاب والسنة بل کل مایروی عن اصحابه باسانید صحیحة فی هذا الصدد من هذاالقبیل "تانیب الخطیب"ص:١٤٨

١٢۴. بخاری "کتاب التاریخ الکبیر"٨/٨١

١٢۵. شہرستانی" کتاب الملل والنحل"مطبعة الازهر.مصر١٩١٠ء،ج:١،ص:٢۵٨

١٢٦. "تانیب الخطیب"ص:٦۴.٦٨

١٢٤. "الخیرات الحسان" نیز"جامع بیان العلم"٢/١۴٨

١٢٨. مجموعه رسائل کبری١/٢٤.٢٩

١٢٩. "الفقه الاکبر وشرحه لملاعلی القاری "، دارالکتب العربیه الکبری. مصر(س.ن) ،ص:٦٦.٦٨

۱۳۰. تاریخ بغداد۱۳/۳۷۸۔۱۸۰،الانتقاء"/۱۵۱

۱۳۱. ایضاً

۱۳۲. ایضاً۳۷۷۔۳۷۸

۱۳۳. الانتقاء۱۶۶

۱۳۴. "الفقه الاکبر وشرح لملاعلی القاری"ص:۳۱

۱۳۵. "الانتقاء":۱۶۶

۱۳۶. خطیب تبریزی" اکمال فی اسماء الرجال، ملحق بمشکواۃ المصابیح، طبع عبدالخالق فضل قصه خوان پشاور(س.ن) الباب الثانی فی ذکر ائمه اصحاب الاصول ،ص:۶۲۰

۱۳۷. ایضاً

۱۳۸. موفق"مناقب"۱/۲۴۔۳۴ ،سیوطی: تبییض الصحیفه:۲۶۔۳۴

۱۳۹. انورشاه کشمیری فرماتے ہیں: انه تابعی روایة وتبع التابعی روایة فانه مثبت رؤیته انساً رضی اللهٔعنه عند الکل . عطاءالله حنیف نے ابوزہره کی" ابوحنیفه" کے اردوترجمه کے حواشی میں یه قول" انه لم یثبت له غیر رؤیة انس رضی اللهٔ عنه" کشمیری کی طرف منسوب کیاہے حالانکه یه درست نہیں یه کشمیری موصوف کی رائے نہیں بلکه حافظ قاسم بن قطلوبغا کی رائے ہے جو انہوں نے "عینی" کی تردید میں نقل کی ہے. عینی کے نزدیک امام صاحب نے سات صحابه کی زیارت کی تهی. دیکهئے "فیض الباری"۱/۲۰۲. نیز "حیات امام ابوحنیفه"(ترجمه غلام احمد حریری) حواشی ،ص:۱۰۸

۱۴۰. الخیرات الحسان:۶

۱۴۱. چه صفحات کا یه رساله کوثری کی تصنیف " احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق" کے آخر میں ملحق ہے جوکه مکتبه الانوار سے ۱۳۶۰ھ میں طبع ہوچکی ہے.

۱۴۲. دیکهئے موفق "مناقب"۲/۳۴، ذهبی "مناقب الامام"ص:۱۹

۱۴۳. تاریخ بغداد:۱۳/۴۰۳،۴۱۲۔۴۱۳

۱۴۴. تانیب الخطیب"۱۷۵۔۱۷۶،۲۱۳۔۲۱۴

۱۴۵. تاریخ بغداد۱۳/ ۳۳۵ ،موفق۲/ ۲۰۵ ، ذهبی "مناقب‌الامام"ص: ۳۲ ،عقود الجمان، ۳۶۵. ۳۷۵، الخیرات الحسان"۶۴. ۶۵

۱۴۶. ابوزہرہ" ابوحنیفه"ص: ۱۶۵

۱۴۷. ایضاً: ۱۶۶

۱۴۸. الفقه الاکبر وشرحه لملا علی القاری،ص: ۵۹. ۶۰

۱۴۹. موفق"مناقب۱/ ۱۵۱

۱۵۰. احمد امین" ضحی الاسلام" مکتبه النهضه المصرية. قاہره۱۹۵۶ء ،ج: ۱ ،ص: ۷۷. ۷۸

۱۵۱. تفصیل کیلئے دیکھئے سابقه حاشیه نمبر ۵۵

۱۵۲. "سیرة النعمان"۱۳۴

۱۵۳. "مربه ابن عمر وهو یحدث بالمغازی فقال شهدتها وهو اعلم بها منی" ابن عماد حنبلی "شذرات الذهب" دارالفکر. بیروت۱۹۷۹ء، ج: ۱ ،ص: ۱۲۷

۱۵۴. "سیرة النعمان"۲۲

۱۵۵. شبلی نے آپ کی طرف منسوب جمله تصانیف سے انکار کیاہے. "سیرة النعمان"۱۴۵

۱۵۶. "وفیات الاعیان"۶/ ۳۸۲. ۳۸۳

۱۵۷. موفق"مناقب "۱/ ۹۰

۱۵۸. کان ابوحنیفه اول من عد اللبن بالقصب" تاریخ طبری۷/ ۶۱۹

۱۵۹. موفق" مناقب"۱/ ۱۶۱

۱۶۰. ایضاً۲/ ۱۳۷. ۱۳۸

۱۶۱. سمعت محمد بن عمران الطائی یقول سالت لوبةمن سعدفقلت هل کان ابوحنیفة یفهم شیئاً من الفارسية فقال نعم کا له بصر بالفارسیة" موفق "مناقب"۲/ ۱۵۵